ایمانِ ابوطالب کے بارے میں مفصل بحث

شَرحُ المَطَالِب فِی مَبحَثِ اَبِی طَالِب

(۱۳۱۶ھ)

امام اہلسنت مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ



باسمہ تعالیٰ

اَللّٰہُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَا

نَحْنُ عِبَادُ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَا

(سلسلہ اشاعت 31)

نام کتاب ——— شرح المطالب فی مبحث ابی طالب

موضوع ——— عدم اسلام ابی طالب

تصنیف امام اہل سنت الشاہ محمد احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ ——— حضرت مولانا عبدالحکیم اختر شاہ جہان پوری علیہ الرحمۃ

صفحات ——— 80

تاریخ اشاعت ——— رجب المرجب ۱۴۳۹ھ بمطابق اپریل ۲۰۱۸ء

شرف اشاعت ——— مرکزی مجلس رضا لاہور

ہدیہ 80روپے

ملنے کا پتا

دفتر مرکزی مجلس رضا

مسلم کتابوی

دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور 042-7225605

فہرست



مسئلہ از بدایوں ۱۲۹۴ھ بعبارت سوال وثانیا بالاجمال از احمد آباد گجرات، محلہ جمال پور قریب مسجد کانچ مرسلہ جماعت اہل سنّت ساکنانِ احمد آباد ۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۶ ہجری

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید ابوطالب کو کافر اور ابولہب و ابلیس کا مماثل کہتا ہے اور عمرو بدین دلائل اس سے انکار کرتا ہے کہ اُنھوں نے جناب سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کفالت و نصرت وحمایت ومحبت بدرجۂ غایت کی اور نعت شریف میں قصائد لکھے حضور نے ان کے لیے استغفار فرمائی اور جامع الاصول میں ہے کہ اہل بیت کے نزدیک وُہ مسلمان مرے شیخ محقق علیہ الرحمۃ نے شرح سفر السعادۃ میں فرمایا "کم از ان نباشد کہ دریں مسئلہ توقف کنند وحرفہ نگہدارند"۔ اور مواہب لدنیہ میں ایک وصیت نامہ اُن کا بنام قریش منقول جو حرفاً حرفاً اُن کے اسلام پر شاہد اِن دونوں میں کون حق پر ہے اور ابوطالب کو مثل ابولہب وابلیس سمجھنا کیسا اور اُن کے کفر میں کوئی حدیث صحیح وارد ہوئی یا نہیں برتقدیرِ ثانی اُنھیں ضامن وکفیل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سمجھ کر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہیں یا مثل کفار سمجھیں بینوا بسند الکتاب توجروا من الملک الوھاب بیوم القیمۃ والحساب۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰھم ربنا ولوجھک الحمد احق ما قال العبد وکلنا لک عبد لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا راد لما قضیت ولا ینفع ذا الجد منک الجد لک الحمد علی ما ھدیت وعفوت وعافیت ومنحت واولیت تبارکت و

خالیت سبحٰنک رب البیت مستجیرین بجمال وجهک الکریم من عذابک الالیم
وشاهدین بان لاحول ولا قوة الا بالله العلی العظیم انت العزیز الغالب لا یعجزک
هارب ولا یدرک ما منعت طالب ما علیک من واجب قدرت الاقدار ودورت الادوار و
ثبت فی الاسفار ما انت کاتب یعمل عامل بعمل الجنان فیظن الظان من الانس و
الجان ان سید خلها وکان قد کان فیغلبه الکتاب فاذا هو خائب ویفعل فاعل
فعال النیران فیحسب الحیران ومن طلع علیه النیران ان سیوردها وکان
ندمان فیدرکه القدر فاذا هو تائب ارسلت خیر خلقک وسراج افقک محمدا
المبعوث بیسرک ورفقک بشیرا ونذیرا وسراجا منیرا ملأ ضوؤه المشارق و
المغارب وعم نوره الاباعد والاقارب وحرم بقرب حضرته من حضرة قربه
ابو طالب فلک الحجة السامیة صل علی محمد صلاة نامیة وعلی اٰله وصحبه
واهله وحزبه صلاة ترضیک وترضیه وتحفظ المصلی عما یردیه وبارک وسلم
ابدا ابدا والحمد لله دائما سرمدا آمین آمین یا ارحم الراحمین۔

الجواب اس میں شک نہیں کہ ابوطالب تمام عمر حضور سید المرسلین سید الاولین والآخرین سید الابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم الی یوم القرار کی حفظ وحمایت و کفالت ونصرت میں مصروف رہے اپنی اولاد سے زیادہ حضور کو عزیز رکھا اور اس وقت میں ساتھ دیا کہ ایک عالم حضور کا دشمنِ جان ہوگیا تھا اور حضور کی محبت میں اپنے تمام عزیزوں قریبوں سے مخالفت گوارا کی سب کو چھوڑ دینا قبول کیا کوئی دقیقہ غمگساری وجاں نثاری کا نامرعی نہ رکھا اور یقیناً جانتے تھے کہ حضور افضل المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں اُن پر ایمان لانے میں جنت ابدی اور تکذیب میں جہنم دائمی ہے بنی ہاشم کو مرتے وقت وصیت کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرو فلاح پاؤگے نعت شریف میں قصائد ان سے منقول اور ان میں براہِ فراست وہ امور ذکر کیے کہ اس وقت تک واقع نہ ہوئے تھے بعد بعثت شریف اُن کا ظہور ہوا یہ سب احوال مطالعہ احادیث ومراجعت کتب سیر سے ظاہر ایک شعر اُن کے قصیدے کا صحیح بخاری شریف میں بھی مروی ہے

وابیض یستسقی الغمام بوجہہ
ثمال الیتامی عصمة للارامل

وہ گورے رنگ والے جن کے روئے روشن کے توسل سے مینہ برستا ہے یتیموں کے جائے پناہ بیواؤں کے نگہبان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محمد بن اسحٰق تابعی صاحب سیر و مغازی نے یہ قصیدہ بتمامہا نقل کیا جس میں ایک سو دس بیتیں مدح جلیل ولغت منیع پر مشتمل ہیں۔ شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ شرح صراط مستقیم میں اس قصیدہ کی نسبت فرماتے ہیں، دلالت دارد بر کمال محبت ونہایت معرفت نبوت او انتہیٰ مگر مجرد ان امور سے ایمان ثابت نہیں ہوتا۔ کاش یہ افعال واقوال اُن سے حالتِ اسلام میں صادر ہوتے تو سیدنا عباس بلکہ ظاہراً سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی افضل قرار پاتے اور افضل الاعمام حضور افضل الانام علیہ وعلیٰ آلہٖ افضل الصلاۃ والسلام کہلائے جاتے تقدیر الٰہی نے بربنا اُس حکمت کے جسے وُہ جانے یا اُس کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُنھیں گروہ مسلمین وغلامان شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں شمار کیا جانا منظور نہ فرمایا فاعتبروا یا اولی الابصار صرف معرفت گو کیسی ہی کمال کے ساتھ ہو ایمان نہیں دانستن وشناختن اور چیز ہے اور اذعان و گرویدن اور کم کا فرتے جنھیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے پیغمبر ہونے کا یقین نہ تھا جحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم اور علمائے اہل کتاب تو عموماً جزم کلی رکھتے تھے حتی کہ یہ امر اُن کے نزدیک کالعیان سے بھی زاید تھا معاینہ میں بصر غلطی بھی کرتی ہے اور یہاں کسی طرح کا شبہہ واحتمال نہ تھا قال جل وعلا یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم وقال عزمن قائل فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ فلعنة اللہ علی الکفرین و قال جل ذکرہ یجدونہ مکتوبا عندھم فی التورٰىة والانجیل بعض کور چشم بد باطن وہابیہ عصر کہ اس میں کلام کرتے اور کہتے ہیں اگر اہل کتاب کے یہاں حضور کا ذکر رسالت ہوتا تو ایمان کیوں نہ لاتے نصوص قاطعہ سے انکار اور خدا ورسول کی تکذیب اور یہود ونصاریٰ کی حمایت وتصدیق کرنے والے ہیں اعوذ باللہ من وسواس الشیطٰن شرح عقاید نسفی میں ہے لیست حقیقة التصدیق ان تقع فی القلب نسبة الصدق الی الخبر والمخبر من غیر اذعان وقبول بل ھو اذعان وقبول لذلک بحیث یقع علیہ اسم التسلیم علی ماصرح

بہ الامام الغزالی اسی میں ہے بعض القدریۃ ذہب الی ان الایمان ھو المعرفۃ واطبق علماؤنا علیٰ فسادہ لان اھل الکتاب کانوا یعرفون نبوۃ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کما کانوا یعرفون ابناءھم مع القطع بکفرھم بعدم التصدیق ولان من الکفار من کان یعرف الحق یقینا و انما کان ینکر عناداً او استکبارا قال اللہ تعالیٰ وجحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم محقق دوانی شرح عقاید عضدی میں فرماتے ہیں التلفظ بکلمتی الشہادتین مع القدرۃ علیہ شرط فمن اخل بہ فہو کافر مخلد فی النار ولا تنفعہ المعرفۃ القلبیۃ من غیر اذعان وقبول فان من الکفار من کان یعرف الحق یقینا وکان انکارہ عنادا واستکبارا کما قال اللہ تعالیٰ وجحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم ظلما وعلوا۔ آیات قرآنیہ و احادیث صحیحہ متوافرہ متظافرہ سے ابو طالب کا کفر پر مرنا اور دمِ واپسیں ایمان لانے سے انکار کرنا اور عاقبت کار اصحاب نار سے ہونا ایسے روشن ثبوت سے ثابت جس میں کسی سُنی کو مجال دم زدن نہیں ہم یہاں کلام کو سات فصل پر منقسم کریں۔

فصل اوّل

آیات قرآنیہ آیت اولیٰ قال اللہ تبارک وتعالیٰ:

انک لا تہدی من احببت ولکن اللہ یہدی من یشاء وھو اعلم بالمہتدین ۵	اے نبی! تم ہدایت نہیں دیتے جسے دوست رکھو ہاں خدا ہدایت دیتا ہے جسے چاہے وہ خوب جانتا ہے جو راہ پانے والے ہیں۔

مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ آیہ کریمہ ابو طالب کے حق میں نازل ہوئی۔

معالم التنزیل میں ہے: نزلت فی ابی طالب۔ (۱۰۱)

جلالین میں ہے: نزل فی حرصہ صلی اللہ علیہ وسلم علیٰ ایمان عمہ ابیطالب۔

مدارک التنزیل میں ہے: قال الزجاج اجمع المفسرون انہا نزلت فی ابیطالب۔

کشاف زمخشری وتفسیر کبیر میں ہے: قال الزجاج اجمع المسلمون انہا نزلت فی ابی طالب۔

امام نووی شرح صحیح مسلم شریف کتاب الایمان میں فرماتے ہیں: اجمع المفسرون

علیٰ انما نزلت فی ابی طالب وکذا نقل اجماعھم علیٰ ھٰذا الزجاج وغیرہ۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے: لقولہ تعالیٰ فی حقہ باتفاق المفسرین انک لا تھدی من احببت۔

حدیث اوّل صحیح حدیث میں اس آیہ کریمہ کا سبب نزول یوں مذکور کہ جب حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابوطالب سے مرتے وقت کلمہ پڑھنے کو ارشاد فرمایا صاف انکار کیا اور کہا مجھے قریش عیب لگائیں گے کہ موت کی سختی سے گھبرا کر مسلمان ہوگیا ورنہ حضور کی خوشی کر دیتا اس پر رب العزۃ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیہ کریمہ اتاری یعنی اے حبیب! تم اس کا غم نہ کرو تم اپنا منصب تبلیغ ادا کر چکے ہدایت دینا اور دل میں نورِ ایمان پیدا کرنا یہ تمہارا فعل نہیں اللہ عزّ وجل کے اختیار ہے اور اُسے خوب معلوم ہے کہ کسے یہ دولت دے گا کِسے محروم رکھے گا۔

صحیح مسلم شریف کتاب الایمان وجامع ترمذی کتاب التفسیر میں سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لعمہ (زاد مسلم فی اخری عند الموت) قل لا الٰہ الا اللہ اشھد لک بھا یوم القیٰمۃ قال لولا ان تعیرنی قریش یقولون انما حملہ علیٰ ذٰلک الجزع لاقررت عینک فانزل اللہ عزوجل انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء۔

معالم ومدارک وبیضاوی وارشاد العقل السلیم وخازن وفتوحات الٰہیہ وغیرہا تفاسیر میں اسی حدیث کا حاصل اس آیت کے نیچے ذکر کیا۔

آیت ثانیہ قال جل جلالہٗ:

ماکان للنبی والذین اٰمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی من بعدما تبین لھم انھم اصحٰب الجحیم۔	روا نہیں نبی اور ایمان والوں کو کہ استغفار کریں مشرکوں کے لیے اگرچہ وہ اپنے قرابت والے ہوں بعد اس کے کہ اُن پر ظاہر ہوچکا کہ وہ بھڑکتی آگ میں جانے والے ہیں۔

یہ آیت کریمہ بھی ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی۔

تفسیر امام نسفی میں ہے، هم عليه الصلوٰة والسلام ان يستغفر لابی طالب فنزل ما كان للنبي۔

جلالین میں ہے: نزل فی استغفاره صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لعمه ابی طالب۔

امام عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں: قال الواحدی سمعت اباعثمان الحيرى سمعت اباالحسن بن مقسم سمعت اباا سحٰق الزجاج يقول فی هذه الآية اجمع المفسرون انها نزلت فی ابی طالب یعنی واحدی نے اپنی تفسیر میں بسند خود ابواسحاق زجاج سے روایت کی کہ مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ آیت ابوطالب کے حق میں اُتری۔

اقول هكذا اثره ههنا والمعروف من الزجاج قوله هذا فی الاية الاولی كما سمعت والمذكور ههنا فی المعالم وغيرها ان الاية مختلف فی سبب نزولها فليراجع تفسير الواحدی فلعله اراد اتفاق الاكثرين ولم يلق للخلاف بالا لكونه خلاف ما ثبت فی الصحيح۔

بیضاوی میں پہلا قول اُس آیت کا نزول درباره ابی طالب لکھا۔

علامہ شہاب خفاجی اُس کی شرح عنایت القاضی وکفایت الراضی میں فرماتے ہیں: هو الصحيح فی سبب النزول یعنی یہی صحیح ہے اسی طرح اس کی تصحیح فتوح الغیب و ارشاد الساری میں کی ہے اور فرمایا یہی حق ہے۔ كما سياتی وهذه التصحيحات ايضا آية الخلاف كما ليس بخاف۔

حدیث دوم صحیح بخاری وصحیح مسلم وسنن نسائی میں ہے: واللفظ لمحمد قال حدثنا محمود فذكر بسنده عن سعيد بن المسيب عن ابيه رضی الله تعالیٰ عنهما ان اباطالب لما حضرته الوفاة دخل عليه النبي صلی الله تعالیٰ عليه وسلم وعنده ابوجهل فقال ای عم قل لا اله الا الله كلمة احاج لك بها عند الله فقال ابوجهل وعبدالله بن امية يا اباطالب ترغب عن ملة عبد المطلب فلم يزالا يكلمانه حتی قال اخر شيء كلمهم به علی ملة عبد المطلب (زاد البخاری فی الجنائز وتفسير سورة القصص كمثل مسلم فی الايمان وابى ان يقول لا اله الا الله) فقال النبي صلی الله تعالیٰ عليه وسلم لاستغفرن لك ما لم انه عنه فنزلت ما كان

للنبي والذين اٰمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولوکانوا اولی قربٰی من بعدما تبین لهم انهم اصحٰب الجحیم ۝ ونزلت انک لا تهدی من احببت۔ اس حدیث جلیل سے واضح کہ ابوطالب نے وقتِ مرگ کلمہ طیبہ سے صاف انکار کر دیا اور ابوجہل لعین کے اغوا سے حضورِ اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد قبول نہ کیا۔ حضور رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس پر بھی وعدہ فرمایا کہ جب تک اللہ عزوجل مجھے منع نہ فرمائے گا میں تیرے لیے استغفار کروں گا۔ مولٰی سبحٰنہ وتعالٰی نے یہ دونوں آیتیں اُتاریں اور اپنے حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ابوطالب کے لیے استغفار سے منع کیا اور صاف ارشاد فرمایا کہ مشرکوں دوزخیوں کے لیے استغفار جائز نہیں۔ نسأل اللہ العفو والعافیۃ اما تزییف الزمخشری نزول الایۃ فیہ بان موت ابی طالب کان قبل الهجرۃ وهٰذا اٰخر ما نزل بالمدینہ اھ فمردود بما فی ارشاد الساری عن الطیبی عن التقریب انه یجوز ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یستغفر لابی طالب الی حین نزولها والتشدید مع الکفار انما ظهر فی هٰذہ السورۃ اھ قال اعنی القسطلانی قال فی فتوح الغیب هٰذا هو الحق وروایۃ نزولها فی ابی طالب هی الصحیحۃ اھ وکذا ردہ الامام الرازی فی الکبیر وقال العلامۃ الخفاجی فی عنایۃ القاضی بعد نقل کلام التقریب اعتمدہ من بعدہ من الشراح ولا ینافیہ قوله فی الحدیث فنزلت لاستداد استغفارہ له الی نزولها اولان الفاء للسببیۃ بدون تعقیب اھ۔ ۶۰۸۹

اقول والدلیل علی الاستمرار واستدامۃ الاستغفار قول سید الابرار صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاستغفرن لک ما لم انه عنه فهذا مقام الجزم دون التجویز والاستظهار علا ان الامام الجلیل الجلال السیوطی فی کتاب الاتقان عقد فصلا لبیان ما نزل من اٰیات السور المکیۃ بالمدینۃ وبالعکس وذکر فیه عن بعضهم ان اٰیۃ ما کان للنبی الایۃ مکیۃ نزلت فی قوله صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لابی طالب لاستغفرن لک ما لم انه عنک واقرہ علیه فعلی هٰذا یزهق الاشکال من راسه ثم ان لفظ البخاری فی کتاب التفسیر فانزل اللہ بعد ذٰلک قال الحافظ

فی فتح الباری الظاہر نزولہا بعدہ بمدۃ لروایۃ التفسیر اھ وھذا ایضا یطیح الشبھۃ من راسھا افادھذین العلامۃ الزرقانی[۲۶] فی شرح المواھب و بعد اللتیا والتی اذ قد افصح الحدیث الصحیح بنزولہا فیہ فکیف ترد الصحاح بالسھوسات۔

آیت ثالثہ:

قال عزمجدہ وھم ینھون عنہ وینئون عنہ وان یھلکون الا انفسھم وما یشعرون ۵	وہ اس نبی سے اوروں کو روکتے اور باز رکھتے ہیں اور خود اس پر ایمان لانے سے بچتے اور دور رہتے ہیں اور اس کے باعث خود اپنی ہی جانوں کو ہلاک کرتے ہیں اور انھیں شعور نہیں۔

یعنی جان بوجھ کر بے شعوروں کے سے کام کرے اس سے بڑھ کر بے شعور کون، سلطان[۲۷] المفسرین سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما اور ان کے تلمیذ رشید[۲۸] سیدنا امام اعظم کے استاد مجید امام عطاء بن ابی رباح و مقاتل[۲۹] وغیرہم مفسرین فرماتے ہیں: یہ آیت ابو طالب کے باب میں اتری۔

تفسیر امام بغوی معالم السنہ میں ہے: قال ابن عباس و مقاتل نزلت فی ابی طالب کان ینھی الناس عن اذی النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم و یمنعھم وینای عن الایمان بہ ای یبعد۔

انوار التنزیل میں ہے: ینھون عن التعرض لرسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وینأون عنہ فلا یؤمنون بہ کابی طالب۔

حدیث سوم فریابی اور عبدالرزاق اپنے مصنف اور سعید بن منصور سنن میں اور عبید بن حمید و ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم و طبرانی و ابوالشیخ و ابن مردویہ و حاکم مستدرک میں بافادہ تصحیح اور بیہقی دلائل النبوۃ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں راوی قال نزلت فی ابی طالب کان ینھی عن اذی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وینای عما جاء بہ۔ یعنی یہ آیت ابو طالب کے بارے میں اتری اور کافروں کو حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی ایذا سے منع کرتے باز رکھتے

اور خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے دور رہتے قال فی مفاتیح الغیب فیہ قولان منہم من قال المراد انہم ینہون عن التصدیق بنبوتہ والاقرار برسالتہ وقال عطاء ومقاتل نزلت فی ابی طالب کان ینہی قریشا عن ایذاء النبی علیہ الصلاۃ والسلام ثم یتباعد عنہ ولا یتبعہ علی دینہ والقول الاول اشبہ لوجہین الاول ان جمیع الایات المتقدمۃ علی ہذہ الایۃ تقتضی ذم طریقتہم فکذلک قولہ وہم ینہون عنہ ینبغی ان یکون محمولا علی امر مذموم فلو حملناہ علی ان ابا طالب کان ینہی عن ایذائہ لما حصل ہذا النظم والثانی انہ تعالیٰ قال بعد ذلک وان یہلکون الا انفسہم یعنی بہ ما تقدم ذکرہ ولا یلیق ذلک ان یکون المراد من قولہ وہم ینہون عنہ النہی عن اذیتہ کان ذلک حسن لا یوجب الہلاک اھ۔

اقول اصل الذم للنأی وقد تشدد بالنہی فان الذنب بعد العلم اشد منہ حین الجہل فذکر النہی لابانۃ شدۃ ما یلحقہ من الذم فی ذلک وعظمۃ ما یعتریہ من الوزر فما ہنالک فان العلم حجۃ اللہ مالک وعلیک الا تری الی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ابی طالب ولولا انا لکان فی الدرک الاسفل من النار کما سیأتی مع ما علم من حمایتہ وکفالتہ ونصرتہ ومحبتہ للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طول عمرہ فانما کاد یکون فی الدرک الاسفل لولا شفاعۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لما ابی الایمان مع کمال العرفان فالایۃ علی وزان قولہ تعالیٰ اتأمرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم تتلون الکتٰب افلا تعقلون ۝ فذکر فی سیاق الذم امرہم بالبر وتلاوتہم الکتاب وانما القصد الی نسیانہم نفسہم وذکر ہذین للتسجیل بل قال جل ذکرہ یا ایہا الذین لم تقولون ما لا تفعلون ۝ کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون ۝ فشدد النکیر علی القول من دون عمل وان کان القول خیرا فی نفسہ قال فی معالم التنزیل قال المفسرون ان المؤمنین قالوا لو علمنا احب الاعمال الی اللہ عز وجل لعملناہ ولبذلنا فیہ اموالنا وانفسنا فانزل عزوجل ان اللہ یحب الذین

یقاتلون فی سبیلہٖ صفا فابتلوا بذلك یوم احد فولوا مدبرین فانزل اللہ تعالٰی لم تقولون ما لا تفعلون اھ و بہ یتحل الوجہان لمن انصف لاجرم ان قال الخفاجی فی العنایۃ بعد نقلہ کلام الامام فیہ نظر اھ و بالجملۃ فعطاء اعلم منا و منکم باسالیب القراٰن ونظمہ نقلا عن ھذا الحبر العظیم الذی قد فاق اکثر الامۃ فی علوم القراٰن وفہمہ واللہ تعالٰی اعلم۔

فصل دوم احادیث

۴۱۷

حدیث چہارم صحیحین و مسند امام احمد میں حضرت سیدنا عباسؓ عمِ رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے، انہ قال للنبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ما اغنیت عن عمك فواللہ کان یحوطك ویغضب لك قال ھو فی ضحضاح من نار ولولا انا لکان فی الدرك الاسفل من النار و فی روایۃ وجدتہ فی غمرات من النار فاخرجتہ الی ضحضاح یعنی انھوں نے خدمتِ اقدس حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں عرض کی حضور نے اپنے چچا ابوطالب کو کیا نفع دیا۔ خدا کی قسم وہ حضور کی حمایت کرتا اور حضور کے لیے لوگوں سے لڑتا جھگڑتا تھا۔ فرمایا میں نے اسے سراپا آگ میں ڈوبا ہوا پایا تو اسے کھینچ کر پاؤں تک آگ میں کر دیا۔ اور اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے سب سے نیچے طبقے میں ہوتا۔

امام ابن حجر[۳۲] فتح الباری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں، یؤید الخصوصیۃ انہ بعد ان امتنع شفع لہ حتی خفف لہ العذاب بالنسبۃ لغیرہ۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خصوصیت سے ہو کہ ابوطالب نے باآنکہ ایمان لانے سے انکار کیا، پھر بھی حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شفاعت نے اتنا کام دیا کہ بہ نسبت باقی کافروں کے عذاب ہلکا ہو گیا۔

حدیث پنجم صحیحین و مسند میں ابو سعید[۳۳] خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے: ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ذکر عندہ عمہ ابوطالب فقال لعلہ تنفعہ شفاعتی یوم القیٰمۃ فیجعل فی ضحضاح فی النار یبلغ کعبیہ یغلی

منه دماغه۔ یعنی حضور اقدس سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ابو طالب کا ذکر آیا، فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ روزِ قیامت میری شفاعت اُسے یہ نفع دے گی کہ جہنم میں پاؤں تک کی آگ میں کر دیا جائے گا جو اُس کے ٹخنوں تک ہوگی جس سے اُس کا دماغ جوش مارے گا۔ یونس بن بکیر نے حدیث محمد بن اسحٰق سے یوں روایت کیا، یغلی منه دماغه حتی یسیل علی قدمیه اُس کا بھیجا اُبل کر پاؤں پر گرے گا۔

عمدۃ القاری و ارشاد الساری شروح صحیح بخاری و مواہب لدنیہ وغیرہا میں امام سہیلی سے منقول، الحکمة فیه ان ابا طالب کان تابعا لرسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم لجملته الا انه استمر ثابت القدم علیٰ دین قومه فسلط العذاب علی قدمیه خاصة لتثبیته ایاهما علی دین قومه یعنی ابو طالب کے پاؤں تک آگ رہنے میں حکمت یہ ہے کہ اللہ عزّ وجلّ جزا بشکل عمل دیتا ہے ابو طالب کا سارا بدن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حمایت میں صرف رہا ملتِ کفر پر ثابت قدمی نے پاؤں پر عذاب مسلط کیا۔ اسی طرح تیسیر شرح جامع صغیر وغیرہ میں ہے۔

حدیث ششم بزار و ابو یعلیٰ و ابن عدی و تمام حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی قیل للنبی صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم هل نفعت ابا طالب قال اخرجته من غمرة جهنم الی ضحضاح منها یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی، حضور نے ابو طالب کو کچھ نفع دیا۔ فرمایا، میں نے اُسے دوزخ کے غرق سے پاؤں تک کی آگ میں کھینچ لیا۔

امام عینی عمدہ میں فرماتے ہیں، فان قلت اعمال الکفرة هباء منثور لا فائدة فیها قلت هذا النفع من برکة رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم وخصائصه اِس کا بھی وہی مطلب ہے کہ ابو طالب کو یہ نفع ملنا صرف حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے ہے ورنہ کافروں کے اعمال تو غبار ہیں ہوا پر اُڑاتے ہوئے۔

حدیث ہفتم طبرانی حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی ان الحارث بن هشام اتی النبی صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم یوم حجة الوداع فقال یارسول اللّٰه انك تحث علی صلة الرحم و الاحسان الی الجار وایواء الیتیم

واطعام الضیف واطعام المسکین وکل ذٰلک کان یفعلہ ھشام بن المغیرہ فما ظنک بہ یارسول اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کل قبر لا یشھد صاحبہ ان لا الٰہ الا اللہ فھو جذوۃ من النار وقد وجدت عمی اباطالب فی طمطام من النار فاخرجہ اللہ لمکانہ منی واحسانہ الیّ فجعلہ فی ضحضاح من النار۔ یعنی حارث بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روز حجۃ الوداع حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی، یارسول اللہ! حضور اِن باتوں کی ترغیب فرماتے ہیں رشتہ داروں سے نیک سلوک، ہمسایہ سے اچھا برتاؤ، یتیم کو جگہ دینا، مہمان کو مہمانی دینا، محتاج کو کھانا کھلانا اور میرا باپ ہشام یہ سب کام کرتا تھا تو حضور کا اُس کی نسبت کیا گمان ہے فرمایا جو قبر بے جس کا مردہ لا الٰہ الا اللہ نہ مانتا ہو وُہ دوزخ کا انگارا ہے میں نے خود اپنے چچا ابُو طالب کو سر سے اونچی آگ میں پایا۔ میری قرابت وخدمت کے باعث اللہ تعالیٰ نے اُسے وہاں سے نکال کر پاؤں تک آگ میں کر دیا۔

مجمع بحار الانوار میں لعلامت کاف امام کرمانی شارح بخاری سے منقول نفعہ اباطالب اعمالہ ببرکتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وان کان اعمال الکفرۃ ھبآء منثورا یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے ابوطالب کے اعمال نفع دے گئے ورنہ کافروں کے کام تو نِرے برباد ہوتے ہیں۔

حدیث ہشتم امام احمد مسند اور بخاری ومسلم اپنی صحاح میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اھون اھل النار عذابا ابوطالب وھو منتعل بنعلین من نار یغلی منھما دماغہ بیشک دوزخیوں میں سب سے کم عذاب ابوطالب پر ہے وُہ آگ کے دو جوتے پہنے ہوئے ہے جس سے اُس کا دماغ کھولتا ہے نیز صحیحین میں نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ان اھون اھل النار عذابا من لہ نعلان وشراکان من نار یغلی منھما دماغہ کما یغلی المرجل ما یری ان احدا اشد منہ عذابا وانہ لاھونھم عذابا دوزخ میں سب سے ہلکے عذاب والا وُہ ہے جسے آگ کے دو جوتے اور دو تسمے پہنائے جائیں گے جن سے اُس کا دماغ دیگ کی طرح

جوش مارے گا وہ یہ سمجھے گا کہ سب سے زیادہ سخت عذاب اُسی پر ہے حالانکہ اُس پر سب سے ہلکا عذاب ہوگا۔

اِسی حدیث میں امام احمد کی روایت یوں ہے :

یوضع فی اخمص قدمیہ جمرتان یغلی منھما دماغہ۔	اُس کے تلووں میں انگارے رکھے جائیں گے جس سے بھیجا اُبلے گا۔

اور صحیحین میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

یقول اللہ لاھون اھل النار عذابا یوم القیٰمۃ لو ان لک ما فی الارض من شیئ اکنت تفتدی بہ فیقول نعم فیقول اردت منک اھون من ھذا وانت فی صلب اٰدم ان لا تشرک بی شیئا فابیت الا ان تشرک بی۔	دوزخیوں میں سب سے ہلکے عذاب والے سے اللہ عزوجل فرمائے گا تمام زمین میں جو کچھ ہے اگر تیری ملک ہوتا تو کیا اُسے اپنے فدیہ میں دے کر عذاب سے نجات مانگنے پر راضی ہوتا وہ عرض کرے گا ہاں، فرمائے گا میں نے تو تجھ سے روزِ میثاق اس سے بھی ہلکی اور آسان بات چاہی تھی کہ کسی کو میرا شریک نہ کرنا مگر تُو نے نہ مانا بغیر میرا شریک ٹھہرائے ہوئے۔

اِس حدیث سے بھی ابو طالب کا شرک پر مرنا ثابت ہے۔

کتاب الخمیس فی احوال انفس نفیس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہے : قیل ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسح اباطالب بعد موتہ و انسی تحت قدمیہ ولذا ینتعل بنعلین من النار۔

یعنی کہا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعد مرگ ابو طالب کے بدن پر دستِ اقدس پھیر دیا تھا مگر تلووں پر ہاتھ پھیرنا یاد نہ رہا اس لیے ابو طالب کو روزِ قیامت آگ کے دو جُوتے پہنائے جائیں گے باقی جسم بہ برکت دستِ اقدس محفوظ رہے گا۔

امام شافعی و امام احمد و امام اسحٰق بن راھویہ و ابو داؤد طیالسی اپنی مسانید اور

حدیث نہم ابن سعد طبقات اور ابوبکر بن ابی شیبہ مصنف اور ابو داؤد و نسائی سنن اور ابن خزیمہ اپنی صحیح اور ابن الجارود منتقی اور مروزی کتاب الجنائز اور بزار و ابو یعلی مسانید اور بیہقی سنن میں بطریق عدیدہ حضرت سیدنا امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی قال قلت للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان عمك الشیخ الضال قد مات قال اذهب فوار اباك یعنی میں نے حضورِ اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ! حضور کا چچا وہ بڈھا گمراہ مرگیا۔ فرمایا جاؤ اُسے دبا آ۔

ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے، مولیٰ علی نے عرض کی ان عمك الشیخ الکافر قد مات فماتری فیہ حضور کا چچا وہ بڈھا کافر مرگیا اُس کے بارے میں حضور کی کیا رائے ہے یعنی غسل وغیرہ دیا جائے یا نہیں۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اری ان تغسلہ وتجنہ۔ نہلا کر دبا دو۔

امام شافعی کی روایت میں ہے، فقلت یارسول اللہ انہ مات مشرکا قال اذهب فوارہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! وہ تو مشرک مرا۔ فرمایا: جاؤ، دبا آؤ۔ امام الائمہ ابن خزیمہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔ امام حافظ الشان اصابہ فی تمیز الصحابہ میں فرماتے ہیں: صححہ ابن خزیمۃ اس حدیث جلیل کو دیکھیے ابوطالب کے مرنے پر خود امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرتے ہیں کہ حضور کا وہ گمراہ کافر چچا مرگیا حضور اس پر انکار نہیں فرماتے نہ خود جنازے میں تشریف لے جاتے ہیں ابوطالب کی بی بی امیر المومنین کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب انتقال کیا ہے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی چادر و قمیص مبارک میں اُنھیں کفن دیا اپنے دستِ مبارک سے لحد کھودی، اپنے دستِ مبارک سے مٹی نکالی پھر اُن کے دفن سے پہلے خود اُن کی قبر مبارک میں لیٹے اور دعا کی:

اللہ الذی یحیی ویمیت و	اللہ جلاتا ہے اور مارتا ہے اور خود زندہ
ھو حی لا یموت اغفر لامی	ہے کہ کبھی نہ مرے گا میری ماں فاطمہ بنت
فاطمۃ بنت اسد ووسع علیھا	اسد کو بخش دے اور اُن کی قبر وسیع کر
مدخلھا بحق نبیك والانبیاء	صدقہ اپنے نبی کا اور مجھ سے پہلے انبیاء کا

الذین من قبلی فانک تو سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔
ارحم الراحمین۔

رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط وابن حبان والحاکم وصححہ وابو نعیم فی الحلیۃ عن انس ولنحوہ بن ابی شیبۃ عن جابر والشیرازی فی الالقاب وابن عبدالبر وابو نعیم فی المعرفۃ والدیلمی بسند حسن عن ابن عباس وابن عساکر عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

کاش ابو طالب مسلمان ہوتے تو کیا سیدعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُن کے جنازہ میں تشریف نہ لے جاتے صرف اتنے ہی ارشاد پر قناعت فرماتے کہ جاؤ اُسے دبا آؤ۔ امیر المومنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی قوتِ ایمان دیکھیے کہ خاص اپنے باپ نے انتقال کیا ہے اور خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غسل کا فتویٰ دے رہے ہیں اور یہ عرض کرتے ہیں کہ یارسول اللہ وہ تو مشرک مرا۔ ایمان اِن بندگانِ خدا کے تھے کہ اللہ و رسول کے مقابلہ میں باپ بیٹے کسی سے کچھ علاقہ نہ تھا اللہ و رسول کے مخالفوں کے دشمن تھے اگرچہ وہ اپنا جگر ہو دوستانِ خدا و رسول کے دوست تھے اگرچہ اُن سے دنیوی ضرر ہو۔

اولٰئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ ویدخلھم جنٰتٍ تجری من تحتھا الانھٰر خلدین فیھا رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ اولٰئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھم المفلحون ہ جعلنا اللہ منھم بھم ولھم بفضل رحمتہ بھم انہ ھو الغفور الرحیم والحمد للہ رب العٰلمین وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد و آلہٖ واصحابہ اجمعین اٰمین۔

حدیث دہم بخاری و مسلم اپنی صحاح اور ابن ماجہ اپنی سنن اور طحاوی شرح معانی الآثار اور اسماعیلی مستخرج علی صحیح البخاری میں بطریق امام علی بن حسین زین العابدین عن عمرو بن عثمان الغنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی انہ قال یارسول اللہ این تنزل فی دارک بمکۃ فقال ھل ترک عقیل من رباع او دور وکان عقیل ورث ابا طالب ھو وطالب ولم یرثہ جعفر ولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنھما شیئا لانھما کانا مسلمین وکان عقیل وطالب کافرین فکان عمر بن الخطاب

رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول لا یرث المؤمن الکافر و لفظ ابن ماجۃ والطحاوی
فکان عمر من اجل ذالک یقول الخ و لفظ الاسماعیلی فمن اجل ذالک کان عمر یقول۔

یعنی انھوں نے خدمتِ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کی کہ یا رسول اللہ حضور کل مکہ معظمہ میں اپنے محلے کے کون سے مکان میں نزول اجلال فرمائیں گے۔ فرمایا: کیا ہمارے لیے عقیل نے کوئی محلہ یا مکان چھوڑ دیا ہے۔ امام زین العابدین نے فرمایا: ہوا یہ تھا کہ ابو طالب کا ترکہ عقیل اور طالب نے پایا، اور جعفر و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو کچھ نہ ملا۔ یہ دونوں حضرات وقتِ موت ابی طالب مسلمان تھے اور طالب کافر تھا اور عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اُس وقت تک ایمان نہ لائے تھے۔ اسی بنا پر امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ کافر کا ترکہ مسلمان کو نہیں پہنچتا۔

تنبیہ لا شک ان قولہ وکان عقیل ورث ابا طالب مدرج فی الحدیث و لم یبین قائلہ فی الکتب الذی ذکرنا واختیرت انا انہ الامام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقال الامام العینی فی العمدۃ قولہ وکان عقیل ادراج من بعض الرواۃ ولعلہ من اسامۃ کذا قال الکرمانی اھ والصواب ما ذکرتہ وقد کتبت علی ہامش العمدۃ ما نصہ۔

اقول بل ھو من علی بن حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنھم بعینہ مالک فی مؤطاہ فانہ اسند اولا عن ابی شھاب بالسند المذکور فی الکتاب اعنی صحیح البخاری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یرث المسلم الکافر اھ ثم قال مالک عن ابن شھاب عن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب انہ اخبرہ انما ورث ابا طالب عقیل وطالب ولم یرثہ علی قال فلذالک ترکنا نصیبنا من الشعب اھ وھکذا رواہ محمد فی مؤطاہ عن مالک مفرقا مصرحا فقد بین واحسن احسن اللہ الیہ والینا بہ اٰمین۔

حدیث یازدہم عمر بن شبہ کتاب مکہ میں اور ابو یعلی وابو بشر اور سمویہ اپنے فوائد اور حاکم مستدرک میں بطریق محمد بن سلمہ عن ھشام بن حسان عن محمد بن سیرین قصہ اسلام ابی قحافہ والد امیر المؤمنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی قال فلما مد یدہ یبایعہ

بکی ابوبکر فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مایبکیک قال لان تکون یدعمک مکان یدہ ویسلم ویقر اللہ عینیک احب الیٰ من ان یکون۔

یعنی جب حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دستِ انور ابوقحافہ سے بیعت اسلام لینے کے لیے بڑھایا۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روئے حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیوں روتے ہو؟ عرض کی: ان کے ہاتھ کی جگہ آج حضور کے چچا کا ہاتھ ہوتا اور اُن کے اسلام لانے سے اللہ تعالیٰ حضور کی آنکھ ٹھنڈی کرتا تو مجھے اپنے باپ کے مسلمان ہونے سے زیادہ یہ بات عزیز تھی۔ حاکم نے کہا یہ حدیث بر شرط شیخین صحیح ہے حافظ الشان نے اصابہ میں اسے مسلم رکھا اور فرمایا: سندہ صحیح۔

حدیث دوازدہم ابوقرہ موسیٰ بن طارق موسیٰ بن عبیدہ وُہ عبداللہ بن دینار وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی قال جاء ابوبکر بابی قحافۃ یقودہ یوم فتح مکہ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الا ترکت الشیخ حتی نأتیہ قال ابوبکر اردت ان یاجرہ اللہ والذی بعثک بالحق لانا کنت اشد فرحا باسلام ابی طالب لوکان اسلم منی بابی۔

یعنی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتح مکہ کے دن ابوقحافہ کا ہاتھ پکڑے ہُوئے خدمتِ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر لاتے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس بوڑھے کو وہیں کیوں نہ رہنے دیا کہ ہم خود اُس کے پاس تشریف فرما ہوتے، صدیق نے عرض کی کہ میں نے چاہا کہ اللہ اُن کو اجر دے قسم اُس کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا مجھے اپنے باپ کے مسلمان ہونے سے زیادہ ابوطالب کے مسلمان ہونے کی خوشی ہوتی اگر وُہ اسلام لے آتے اللہ اللہ یہ محبوب میں فنائے مطلق کا مرتبہ ہے صدق اللہ والذین اٰمنوا اشد حبا للہ۔ اسی طرح امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا انا باسلامک اذا اسلمت افرح منی باسلام الخطاب مجھے آپ کے اسلام کی جتنی خوشی ہُوئی اپنے باپ خطاب کے اسلام کی اتنی نہ ہوتی ذکرہ ابن اسحٰق فی سیرتہ۔

یونس بن بکیر فی زیادات مغازی ابن اسحٰق عن یونس بن عمرو

حدیث سیزدہم[۱۳] عن ابی السفر[۱] قال بعث ابوطالب الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال اطعمنی من عنب جنتك فقال ابوبکر ان اللہ حرمھا علی الکافرین۔

یعنی ابوطالب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کر بھیجی کہ مجھے اپنی جنت کے انگور کھلایئے۔ اس پر صدیق اکبر[۲] رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: بے شک اللہ نے انھیں کافروں پر حرام کیا ہے۔

الواحدی من حدیث موسیٰ بن عبیدہ قال اخبرنا محمد[۳] بن

حدیث چہاردہم کعب القرظی قال بلغنی انہ لما اشتکی ابوطالب شکواہ التی قبض فیہا قالت لہ قریش ارسل الی ابن اخیك یرسل الیك من ھٰذہ الجنۃ التی ذکرھا یکون لك شفاء فارسل الیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اللہ حرمھا علی الکافرین طعامھا و شرابھا ثم اتاہ فعرض علیہ الاسلام فقال لولا ان تعیربھا فیقال جزع عمك من الموت لاقررت بھا عینك واستغفرلہ بعد ما مات فقال المسلمون ما یمنعنا ان نستغفر لاٰبائنا ولذوی قرابتنا قد استغفر ابراھیم علیہ السلام لابیہ و محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لعمہ فاستغفروا للمشرکین حتی نزلت ما کان للنبی والذین اٰمنوا الاٰیۃ۔

یعنی ابوطالب کے مرض الموت میں کافرانِ قریش نے صلاح دی کہ اپنے بھتیجے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے عرض کرو کہ یہ جنت جو وہ بیان کرتے ہیں اس میں سے تمھارے لیے کچھ بھیج دیں کہ تم شفا پاؤ۔ ابوطالب نے عرض کر بھیجی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کا کھانا پانی کافروں پر حرام کیا ہے۔ پھر تشریف لا کر ابوطالب پر اسلام پیش کیا۔ ابوطالب نے کہا لوگ حضور پر طعنہ کریں گے کہ حضور کا چچا موت سے گھبرا گیا اس کا خیال نہ ہوتا تو میں حضور کی خوشی کر دیتا جب وہ مر گئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کے لیے دعائے مغفرت کی مسلمانوں نے کہا ہمیں اپنے والدوں قریبوں کے لیے دعا تے بخشش سے کون مانع ہے ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے

اپنے باپ کے لیے استغفار کی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے چچا کے لیے استغفار کر رہے ہیں یہ سمجھ کر مسلمانوں نے اپنے اقارب مشرکین کے واسطے دعائے مغفرت کی ، اللہ عزوجل نے آیت اتاری کہ مشرکوں کے لیے یہ دعا نہ نبی کو روا نہ مسلمانوں کو جب کہ روشن ہو لیا کہ وہ جہنمی ہیں والعیاذ باللہ تعالیٰ ۔

حدیث پانزدہم ۱۵ ابو نعیم حلیہ میں امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

كانت مشية الله عزوجل في اسلام عمي العباس و مشيتي في اسلام عمي ابي طالب فغلبت مشية الله مشيتي۔	اللہ تعالیٰ نے میرے چچا عباس کا مسلمان ہونا چاہا اور میری خواہش یہ تھی کہ میرا چچا ابو طالب مسلمان ہو اللہ تعالیٰ کا ارادہ میری خواہش پر غالب آیا کہ ابو طالب کافر رہا

اور عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشرف باسلام ہوئے ۔ فللّٰہ الحجۃ البالغۃ۔

فصل سوم

جو کچھ اقوالِ ائمہ کرام و علمائے اعلام اوپر گزرے اور بعد کلامِ خدا و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا حالت منتظرہ باقی ہے خاتمہ کا حال خدا و رسول سے زیادہ کون جانے عز مجدہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مگر تکثیرِ فوائد و تسکین زاید کے لیے بعض اور بھی کہ سر دست پیشِ نظر ہیں اضافہ کیجیے کہ زیادتِ خیر زیادتِ خیر ہے وباللہ التوفیق۔

امام الائمہ مالک الازمہ کاشف الغمہ سراج الامہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقہ اکبر میں فرماتے ہیں: ابو طالب عمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مات کافرا ۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب کی موت کفر پر ہوئی ۔ والعیاذ باللہ۔

امام برہان الدین علی بن ابی بکر فرغانی ہدایہ میں فرماتے ہیں: اذا مات الكافر وله ولي مسلم فانه يغسله ويكفنه ويدفنه بذلك امر علي رضي الله تعالى عنه في حق ابيه ابي طالب لكن يغسل غسل الثوب النجس ويلف في خرقة

ویحفر حفیرۃ من غیر مراعاۃ سنۃ التکفین واللحد ولا یوضع فیہ بل یلقی۔

امام ابوالبرکات عبداللہ نسفی کافی شرح وافی میں فرماتے ہیں: مات کافر یغسلہ ولیہ المسلم ویکفنہ ویدفنہ والاصل فیہ انہ لما مات ابوطالب اتی علی رضی اللہ تعالٰی عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وقال ان عمک الشیخ الضال قد مات فقال اغسلہ واکفنہ وادفنہ ولا تحدث شیئا حتی تلقانی ای لا تفعل علیہ الخ

علامہ ابراہیم حلبی غنیہ شرح منیہ میں فرماتے ہیں: مات للمسلم قریب کافر لیس لہ ولی من الکفار یغسلہ غسل الثوب النجس ویلفہ فی خرقۃ ویحفر لہ حفرۃ ویلقیہ فیہا من غیر مراعاۃ السنۃ فی ذٰلک لما روی ان اباطالب لما ہلک جاء علی فقال یا رسول اللہ ان عمک الضال قد مات الخ

علامہ ابراہیم طرابلسی برہان شرح مواہب الرحمٰن پھر علامہ سید احمد طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح میں زیر قول نور الایضاح ان کان للکافر قریب مسلم غسلہ فرماتے ہیں: الاصل فیہ ما رواہ ابوداؤد وغیرہ عن علی رضی اللہ تعالٰی عنہ قال لما مات ابوطالب الحدیث۔

علامہ زین بن نجیم مصری بحر الرائق میں فرماتے ہیں: یغسل ولی مسلم الکافر ویکفنہ ویدفنہ بذٰلک امر علی رضی اللہ تعالٰی عنہ ان یفعل بابیہ حین مات۔

ان سب عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ مسلمان اپنے قرابت دار کافر مردہ کو نہلا سکتا ہے کہ مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ نے اپنے باپ ابوطالب کو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی اجازت سے نہلایا۔

فتح القدیر وکفایہ وبنایہ وغیرہا تمام شروح ہدایہ میں اس مضمون کو مقبول و مقرر رکھا۔ کتب فقہ میں اس کی عبارات بکثرت ملیں گی سب کی نقل سے اطالت کی حاجت نہیں۔ واضح ہوا کہ یہ سب علمائے کرام ابوطالب کو کافر جانتے ہیں یونہی امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں باب الرجل یموت لہ قرابۃ مشرک وضع فرمایا یعنی باب اُس شخص کا جس کا کوئی قرابت دار مشرک مرے اور امام نسائی نے باب مواراۃ المشرک

یعنی دفن مشرک کا باب اور دونوں نے اُس میں یہی حدیث موتِ ابی طالب ذکر کی انہیں[۹۷]
نسائی کے اِسی مجتبیٰ میں ایک باب النہی عن الاستغفار للمشرکین ہے اس میں
حدیث دوم روایت کی ابن ماجہ[۹۸] نے سنن میں باب میراث اھل الاسلام من اھل الشرک
لکھا یعنی مشرک کا ترکہ مسلم کو ملے گا یا نہیں اُس میں حدیث دوم وارد کی۔

امام اجل[۹۹] صاحب المذہب سیدنا امام مالک نے مؤطا شریف میں باب التوارث
بین اھل الملل منعقد فرمایا یعنی مختلف دین والوں میں ایک کو دوسرے کا ترکہ ملنے کا حکم اور
اور اُس میں حدیثیں مسلم وکافر کے عدمِ توارث کی روایت فرمائیں جن میں یہ حدیث امام زین العابدین
دربارۂ ترکہ ابوطالب مذکور حدیث دہم بھی ارشاد کی۔

یونہی امام[۱۰۰] محرر المذہب سیدنا امام محمد نے مؤطا شریف میں باب لا یرث المسلم
الکافر منعقد فرماکر حدیث مذکور ایراد کی۔

امام[۱۰۱] اجل محمد بن اسمٰعیل بخاری نے جامع صحیح کتاب الجنائز میں ایک باب وضع فرمایا
باب اذا قال المشرک عند الموت لا الٰہ الا اللہ یعنی باب اس کے بیان کا کہ مشرک
مرتے وقت لا الٰہ الا اللہ کہے تو کیا حکم ہے اور اُس میں حدیث دوم روایت فرمائی۔ اسی کی
کتاب الادب میں لکھا باب کنیۃ المشرک اس میں حدیث چہارم روایت اور حدیث مذکور
سمعت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول وھو علی المنبر ان بنی ھاشم بن
المغیرۃ استاذنونی ان ینکحوا ابنتھم علی بن ابی طالب ذکر کی۔

امام[۱۰۲] قسطلانی نے تطبیق حدیث وترجمہ میں لکھا فذکر اباطالب المشرک بکنیۃ نبی صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابوطالب مشرک کو کنیت سے یاد فرمایا۔ پھر لکھا[۱۰۳] فلا جوز واذکرانکافر
بکنیتہ اذا کان لا یعرف الا بہا کما فی ابی طالب او کان علی سبیل التالف رجاء
اسلامھم او تحصیل منفعۃ منھم لا علی سبیل التکریم لانا مامورون بالاغلاظ
علیھم علماء نے کافر کو کنیت سے ذکر کرنا جائز رکھا جب کہ وہ اور نام سے نہ پہچانا جائے جیسے
ابوطالب یا بامید اسلام تالیف مقصود یا کام نکالنا ہو مگر بطور تکریم جائز نہیں کہ ہمیں اُن پر
سختی کرنے کا حکم ہے۔ عمدۃ[۱۰۴] القاری میں ہے قال ابن بطال فیہ جواز تکنیۃ المشرک۔
امام[۱۰۵] ابن بطال نے فرمایا، اس حدیث سے مشرک کو بلفظ کنیت یاد کرنے کا جواز معلوم ہوا۔

اُسیؒ میں ہے، فیہ دلالۃ ان اللہ تعالیٰ قد یعطی الکافر عوضاً من اعمالہ التی مثلہا یکون قربۃ لاھل الایمان باللہ تعالیٰ لانہ صلی اللہ علیہ وسلم اخبر ان عمہ نفعتہ تربیتہ ایاہ وحیاطتہ لہ التخفیف الخ

اِس حدیث سے یہ بھی معلوم ہُوا کہ اللہ عز وجل کافر کو بھی اُس کے اعمال کا کچھ عوض دیتا ہے جو اہلِ ایمان کریں تو قربِ الٰہی پائیں۔ دیکھو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی کہ حضور کے چچا کو حضور کی خدمت وحمایت نے تخفیفِ عذاب کا فائدہ دیا۔

امامؒ عارف باللہ سیدی علی متقی مکی قدس سرہُ الملکی نے اپنی کتب جلیلہ منہج العمال وکنز العمال ومنتخب کنز العمال میں ایک باب منعقد فرمایا الباب الخامس فی اشخاص لیسوا من الصحابۃ اُن شخصوں کے ذکر میں جو صحابی نہیں اور اسی باب میں ابو طالب و ابوجہل وغیرہما کو ذکر کیا۔

اسیؒ طرح علامہ عبد الرحمٰن بن علی شیبانی نے تیسیر الوصول الی جامع الاصول میں احادیث ذکر ابی طالب کو فصل غیر صحابہ میں وارد کیا اور اُس میں صرف حدیث دوم وچہارم وپنجم کو جلوہ دیا۔ اگر ابو طالب کو اسلام نصیب ہوتا تو کیا وہ شخص صحابہ سے خارج ہو سکتا جس نے بچپن سے حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گود میں پالا اور مرتے دم تک حضر و سفر کی ہمرکابی سے بہرہ یابی کا غلغلہ ڈالا۔

یونہی امامؒ حافظ الحدیث ابو الفضل شہاب الدین ابن حجر عسقلانی نے کتاب اصابہ فی تمیز الصحابہ میں ابو طالب کو باب الکنی حرف الطاء المہملہ کی قسم رابع میں ذکر کیا۔ یعنی وہ لوگ جنھیں صحابی کہنا مردود وغلط وباطل ہے۔

اُسیؒ میں فرماتے ہیں: ورد من عدۃ طرق فی حق من مات فی الفترۃ ومن ولد مجنونا ونحو ذٰلک ان کلا منھم یدلی بحجۃ ویقول لو عقلت او ذکرت لاٰمنت فترفع لھم نار ویقال لھم ادخلوھا فمن دخلھا کانت علیھم برداً وسلاما ومن امتنع اُدخلھا کرھا ونحن نرجو ان یدخل عبد المطلب واٰل بیتہ فی جملۃ من یدخلھا طائعا فینجو لکن ورد فی ابی طالب ما یدفع ذٰلک وھو ما تقدم من

اٰیۃ براءۃ وما فی الصحیح انہ فی ضحضاح من النار فھذا شان من مات علی الکفر فلو کان مات علی التوحید نجا من النار اصلا والاحادیث الصحیحۃ والاخبار المتکاثرۃ طافحۃ بذلک اھ مختصرا۔ یعنی بہت اسانید سے حدیث آئی کہ جو زمانہ فترت میں اسلام آنے سے پہلے مرگیا یا مجنون پیدا ہوا اور جنون ہی میں گزر گیا اور اسی قسم کے لوگ جنھیں دعوتِ انبیاء علیہم الصلاۃ والثناء نہ پہنچی اُن میں ہر ایک روز قیامت ایک عذر پیش کرے گا کہ الٰہی میں عقل رکھتا یا مجھے دعوت پہنچتی تو میں ایمان لاتا ان کے امتحان کو ایک آگ بلند کی جائے گی اور ارشاد ہوگا اس میں جاؤ جو حکم مانے گا اور اس میں داخل ہوگا وہ اس پر ٹھنڈی اور سلامتی ہوجائے گی اور جو نہ مانے گا جبراً آگ میں ڈالا جائے گا اور ہمیں امید ہے کہ عبد المطلب اور اُن کے گھر والے کہ قبل ظہور نور اسلام انتقال کر گئے وہ سب اُنھیں لوگوں میں ہوں گے جو اپنی خوشی سے اُس امتحانی آگ میں جا کر ناجی ہو جائیں گے مگر ابوطالب کے حق میں وہ وارد ہولیا جو اُسے دفع کرتا ہے سورہ توبہ شریف کی آیت اور حدیث صحیح کا ارشاد کہ وہ پاؤں تک کی آگ میں ہے یہ حال اُس کا ہے جو کافر مرے اگر اخیر وقت اسلام لا کر مرنا ہوتا تو دوزخ سے نجات کلی چاہیے تھی صحیح و کثیر حدیثیں کفر ابی طالب ثابت کر رہی ہیں۔ پھر فرمایا: وقد فخر المنصور علی محمد بن عبد اللہ بن الحسن لما خرج بالمدینۃ وکاتبہ المکاتبات المشھورۃ ومنھا فی کتاب للمنصور وقد بعث النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ولہ اربعۃ اعمام فاٰمن بہ اثنان احدھما ابی وکفر بہ اثنان احدھما ابوک۔

یعنی جب امام نفس زکیہ محمد بن عبد اللہ بن حسن بن حسن مجتبٰی رضی اللہ تعالٰی عنہم نے خلیفہ عباسی عبد اللہ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما مشہور بہ منصور دوانیقی پر خروج فرمایا اور مدینہ طیبہ پر تسلط کر کے خلیفہ و امیر المومنین لقب پایا اُن میں اور خلیفہ مذکور منصور میں مکاتبات مشہورہ ہوئے ازاں جملہ منصور نے ایک نامہ میں لکھا جب حضور اقدس سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نبوت ظاہر ہوئی حضور کے چار چچا زندہ تھے حمزہ و عباس و ابو طالب و ابولہب دو حضور پر ایمان لائے ایک اُن میں میرے باپ میں

یعنی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دو کافر رہے ایک اُن میں آپ کے باپ ہیں، یعنی ابو طالب یہ منصور علاوہ خلیفہ و اہلبیت ہونے کے خود بھی علمائے تبع تابعین و فقہاء و محدثین سے ہیں۔ امام جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں انھیں فقیہ النفس وجید المشارکۃ فی العلم لکھا اور فرمایا: ولد سنۃ خمس وتسعین وادرک جدہ ولم یروعنہ وروی عن ابیہ وعن عطاء بن یسار وعنہ ولدہ المہدی اور امام اجل نفس زکیہ کو یوں بے تامل لکھ بھیجنا اور امام کا اس پر رد نہ فرمانا بھی بتا رہا ہے کہ کفر ابی طالب واضح ومشہوریات تھی اصابہ میں اس کے بعد فرمایا ومن شعر عبد اللہ بن المعتز یخاطب الفاطمیین ؎

وانتم بنو بنتہ دوننا
ونحن بنو عمہ المسلم

یعنی عبد اللہ بن محمد بن جعفر بن محمد بن ہارون بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما یا یوں کہیے کہ چھ خلفاء کے بیٹے عبد اللہ ابن المعتز باللہ ابن المتوکل ابن المعتصم ابن الرشید ابن المہدی ابن المنصور کا ایک شعر بعض سادات کرام کے خطاب میں ہے کہ تم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نواسے ہو ہم نہیں اور ہم حضور کے مسلمان چچا کے بیٹے ہیں۔ اِس میں بھی کفر ابی طالب پر صاف تعریض موجود ہے عبد اللہ اہلِ علم وفضل سے ہیں حدیث میں علی بن حرب معاصر امام بخاری ومسلم کے شاگرد نیز امام ممدوح کتاب الاحکام پھر امام قسطلانی مواہب میں فرماتے ہیں: نحن نرجو ان یدخل عبد المطلب وآل بیتہ الجنۃ الا اباطالب فانہ ادرک البعثۃ ولم یؤمن اھ باختصار۔ ہم امید کرتے ہیں کہ عبد المطلب اور اُن کے اہلبیت سب جنت میں جائیں گے سوا ابو طالب کے کہ زمانہ اسلام پایا اور ایمان نہ لائے نیز فتح الباری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں: من عجائب الاتفاق ان الذین ادرکھم الاسلام من اعمام النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اربعۃ لم یسلم منھم اثنان واسلم اثنان وکان اسم من لم یسلم ینافی اسامی المسلمین وھما ابو طالب اسمہ

عبدمناف و ابو لہب واسمہ عبد العزی بخلاف من اسلم وھما حمزۃ والعباس۔ عجائب اتفاق سے ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چار چچا زمانۂ اسلام میں زندہ تھے دو اسلام نہ لائے اور دو مشرف باسلام ہوئے وہ دو کہ اسلام نہ لائے اُن کے نام بھی پہلے ہی سے مسلمانوں کے نام کے خلاف تھے ابو طالب کا نام عبد مناف تھا اور ابو لہب کا عبد العزیٰ اور دو کہ مسلمان ہوئے اُن کے نام پاک وصاف تھے حمزہ وعباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وکذا اثرہ الزرقانی فی شرح المواہب۔

امام احمد بن محمد خطیب قسطلانی مواہب لدنیہ و منح محمدیہ میں فرماتے ہیں، کان العباس اصغر اعمامہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولم یسلم منہم الا ھو وحمزۃ۔ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سب میں چھوٹے چچا تھے۔ حضور کے اعمام میں صرف یہ اور حضرت حمزہ مسلمان ہوئے وبس امام محمد محمد محمد ابن امیر الحاج حلیہ شرح منیہ اواخر صلاۃ اس مسئلہ کے بیان میں کہ کافر کے لیے دعائے مغفرت ناجائز ہے۔ آیت دوم تلاوت کرکے فرماتے ہیں: ثبت فی الصحیحین ان سبب نزول الآیۃ قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لابی طالب لاستغفرن لک ما لم انہ عنک صحیحین میں ثابت ہوچکا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابو طالب کے لیے دعائے مغفرت کی تھی اُس پر یہ آیت اُتری۔

امام محی السنہ بغوی معالم شریف اول رکوع سورۂ بقر میں زیر قولہ تعالیٰ ان الذین کفروا سواء علیھم، پھر قاضی حسین بن محمد دیار بکری مالکی کتاب الخمیس میں فرماتے ہیں: کفر چار قسم ہے کفر انکار و کفر جحود و کفر عناد و کفر نفاق کفر انکار یہ کہ اللہ عزوجل کو نہ دل سے جانے اور زبان سے مانے جیسے ابلیس و یہود اور کفر نفاق یہ کہ زبان سے مانے مگر دل میں نہ جانے وکفر العناد ھو ان یعرف اللہ بقلبہ ویعترف بلسانہ ولا یدین بہ ککفر ابی طالب حیث یقول ؎

ولقد علمت بان دین محمد

من خیر ادیان البریۃ دینا

ولا الملامة او حذار مسبة

لوجدتنی سمحا بذاك مبینا

یعنی کفر عنادیہ کہ اللہ تعالیٰ کو دل سے بھی جانے اور زبان سے بھی کہے مگر تسلیم و گرویدگی سے باز رہے جیسے ابوطالب کا کفر کہ یہ شعر کہے واللہ میں جانتا ہوں کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دین تمام جہان کے دینوں سے بہتر ہے اگر ملامت یا طعنے سے بچنا نہ ہوتا تو تو مجھے دیکھتا کہ میں کیسے اہل دلی کے ساتھ صاف صاف اس دین کو قبول کر لیتا۔ امام ممدوح یہ چاروں قسمیں بیان کر کے فرماتے ہیں، جمیع ھذہ الاصناف سواء فی ان من لقی اللہ تعالیٰ بواحد منہا لا یغفر لہ۔ یہ سب قسمیں اس حکم میں یکساں ہیں کہ جو ان میں سے کسی قسم کا کفر کر کے اللہ عزوجل سے ملے گا وہ کبھی اُسے نہ بخشے گا۔

امام شہاب الدین ابوالعباس احمد بن ادریس قرافی نے شرح التنقیح پھر امام قسطلانی نے مواہب میں کفار کی چار قسمیں کر کے ایک قسم یوں بیان فرمائی، من امن بظاھرہ و باطنہ وکفر بعدم الاذعان للفروع کما حکی عن ابی طالب انہ کان یقول انی لاعلم ان ما یقولہ ابن اخی لحق ولولا اخاف ان تعیرنی نساء قریش لاتبعتہ وفی شعرہ یقول ؎

لقد علموا ان ابننا لا مکذب

یقینا ولا یعزی لقول الاباطل

فہذا تصریح باللسان واعتقاد بالجنان غیر انہ لم یذعن۔ یعنی ایک کافر وہ ہے جو قلب سے عارف زبان سے معترف ہو مگر اذعان نہ لاتے جیسے ابوطالب سے مروی کہ بے شک میں یقیناً جانتا ہوں کہ جو کچھ میرے بھتیجے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں ضرور حق ہے اگر اس کا اندیشہ نہ ہوتا کہ قریش کی عورتیں مجھے عیب لگائیں گی تو ضرور میں اُن کا تابع ہو جاتا اور اپنے ایک شعر میں کہا خدا کی قسم کافران قریش خوب جانتے ہیں کہ ہمارے بیٹے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یقیناً سچے ہیں اور معاذاللہ کوئی کلمہ خلاف حق کہنا اُن کی طرف نسبت نہیں کیا جاتا تو یہ زبان سے تصریح اور دل سے اعتقاد سب کچھ ہے مگر اذعان

نہ ہوا۔

امام[۹۳] ابن اثیر جزری نہایہ، پھر علامہ[۹۴] زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں:

کفر عناد هو ان یعرفه بقلبه ولیعترف بلسانه ولا یدین به کابی طالب۔

کفر عناد یہ ہے کہ دل سے پہچانے اور زبان سے اقرار کرے مگر تسلیم و انقیاد سے باز رہے جیسے ابوطالب۔

علامہ مجد[۹۵] الدین فیروزآبادی سفر السعادۃ میں فرماتے ہیں:

چوں عم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابوطالب بیمار شد با وجود آنکہ مشرک بود اورا عیادت فرمود و دعوت اسلام کرد ابوطالب قبول نہ کرد آہ ملخصاً۔

شیخ[۹۶] محقق مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں:

حدیث صحیح اثبات کردہ است برائے ابوطالب کفر را۔

پھر بعد ذکر احادیث فرمایا: و در روضۃ[۹۷] الاحباب نیز اخبار موت ابوطالب بر کفر آوردہ۔ الخ

بحر[۹۸] العلوم ملک العلماء مولانا عبد العلی فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت میں فرماتے ہیں:

احادیث کفرہ شهیرۃ وقد نزل فی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فی شان عمه ابی طالب انك لا تهدی من احببت کما فی صحیح مسلم وسنن الترمذی وقد ثبت فی الخبر الصحیح عن الامام محمد الباقر کرم اللہ تعالیٰ وجهه الکریم و وجوه ابائه الکرام ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم ورث طالبا وعقیلا اباهما ولم یورث علیا و جعفرا ولذا ترکنا نصیبنا فی الشعب کذا فی موطا الامام مالك۔

یعنی کفر ابوطالب کی حدیثیں مشہور ہیں پھر اس کے ثبوت میں آیت اولیٰ کا اترنا اور حدیث دہم کفر ابی طالب کی وجہ سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علی و جعفر کو ترکہ نہ دلانا بیان فرمائی۔

اقول وذکر الامام اباقر رضی اللہ تعالٰی عنہ وقع زلۃ من القلم فانما ہو الامام زین العابدین رضی اللہ تعالٰی عنہ کما اسمعناک من الموطا والصحیحین وغیرہا۔

نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض فصل الوجہ الخامس من وجوہ السبب میں امام ابن حجر مکی سے نقل فرمایا:

حدیث مسلم ان ابی واباک فی النار اراد بابیہ عمہ اباطالب لان العرب تسمی العم ابا۔

یعنی عرب کی عادت ہے کہ باپ کو چچا کہتے ہیں حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بھی اسی عادت پر اس حدیث میں اپنے چچا ابو طالب کو باپ کہہ کر فرمایا کہ وہ دوزخ میں ہے۔

امام خاتم الحفاظ جلال الملت والدین سیوطی مسالک الحنفا فی والدی المصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں اسی حدیث کے نسبت فرماتے ہیں:

ما المانع ان یکون المراد بہ عمہ ابوطالب وکانت تسمیۃ ابی طالب ابا النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم شائعا عندہم لکونہ عمہ ولکونہ رباہ وکفلہ من صغرہ اھ ملخصا۔

کون مانع ہے کہ اس حدیث میں ابو طالب مراد ہو کہ وہ دوزخ میں ہے اُس زمانہ میں شائع تھا کہ ابو طالب کو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا باپ کہا جاتا چچا ہونے اور بچپن سے حضور اقدس کی خدمت وکفالت کرنے کے باعث **اقول** جس طرح بھی ابو طالب کے شعر سے گزرا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اپنا بیٹا کہا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ابو طالب کی بی بی حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالٰی عنہا کو اپنی ماں فرمایا۔ اُسی میں فرماتے ہیں:

اخرج تمام الرازی فی فوائدہ بسند ضعیف عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا کان یوم القیٰمۃ شفعت لابی وامی وابی طالب واخ لی کان فی الجاھلیۃ اورد ہ

المحب الطبری وھو من الحفاظ والفقہاء فی کتابہ ذخائر العقبی فی مناقب ذوی القربیٰ وقال ان ثبت فھو مؤول فی ابی طالب علی ما ورد فی الصحیح من تخفیف العذاب عنہ بشفاعتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انتھیٰ وانما احتاج الی تاویلہ فی ابی طالب دون الثلثۃ ابیہ وامہ واخیہ یعنی من الرضاعۃ لان ابا طالب ادرک البعثۃ ولم یسلم والثلثۃ ماتوا فی الفترۃ۔

یعنی ایک حدیث ضعیف میں آیا کہ میں روزِ قیامت اپنے والدین اور ابوطالب اور اپنے ایک رضاعی بھائی کی کہ زمانۂ جاہلیت میں گزرا، شفاعت فرماؤں گا۔

امام محب طبری نے کہ حافظان حدیث وعلمائے فقہ سے ہیں ذخائر العقبیٰ میں فرمایا یہ حدیث اگر ثابت بھی ہو تو ابوطالب کے بارے اِس کی تاویل وُہ ہے جو صحیح حدیث میں آیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت سے عذاب ہلکا ہو جائے گا۔ امام سیوطی فرماتے ہیں، خاص ابوطالب کے باب میں تاویل کی حاجت یہ ہُوئی کہ ابوطالب نے زمانہ اسلام پایا اور کفر پر اصرار رکھا بخلاف والدین کریمین و برادر رضاعی کہ زمانہ فترت میں گزرے۔

اقول یہاں تاویل بمعنی بیان مراد و معنی ہے جس طرح شرح معانی قرآن کو تاویل کہتے ہیں۔ کفار سے تخفیف عذاب بھی حضور سید الشافعین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اقسام شفاعت سے ہی شفاعت کبرٰی کہ فتح باب حساب کے لیے ہے تمام جہان کو شامل و عام ہے۔ امام نووی نے باآنکہ ابوطالب کو بالیقین کافر جانتے ہیں تبویب صحیح مسلم شریف میں حدیث چہارم و پنجم کا باب یُوں لکھا باب شفاعۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لابی طالب والتخفیف عنہ بسببہ امام بدرالدین زرکشی نے خادم میں امام ابن ماجہ سے نقل کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اقسام شفاعت سے وہ تخفیف عذاب ہے جو ابُولہب کو بروز دوشنبہ ملتی ہے لسرورہ بولادۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واعتاقہ ثویبۃ حین بشرتہ وانما ھی کرامۃ لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس لیے کہ اُس نے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے میلاد مبارک کی خوشی کی اور اُس کا مژدہ سُن کر ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔ یہ حضور ہی کا فضل ہے جس کے باعث اُس نے تخفیف پائی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نقله فی المسالك ایضاً نیز مسالک الحنفا رحمۃ اللہ علیہ پھر شرح مواہب رحمۃ اللہ علیہ علامہ زرقانی میں ہے:

قد ثبت فی الصحیح واخبرا لصادق المصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان ابا طالب اهون اهل النار عذابا اھ ملتقطا۔ بیشک صحاح میں ثابت ہے اور صادق مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی کہ ابو طالب پر سب دوزخیوں سے کم عذاب ہے۔

اللهم اجرنا من عذابك الالیم بجاه نبیك الرؤف الرحیم علیه وعلیٰ اٰله افضل الصلاة وادوم التسلیم اٰمین والحمد لله رب العٰلمین۔

فصل چہارم

علامہ عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ تیسیر پھر علامہ رحمۃ اللہ علیہ علی بن احمد عزیزی سراج المنیر شروح جامع صغیر میں زیر حدیث ہشتم فرماتے ہیں:

هذا یؤذن بموته علی کفره وهو الحق ووهم البعض۔

یعنی یہ حدیث بتاتی ہے کہ ابو طالب کی موت کفر پر ہوئی اور یہی حق ہے اور اس کا خلاف وہم ہے۔

امام عینی رحمۃ اللہ علیہ زیر حدیث دوم وچہارم فرماتے ہیں:

هذا کله ظاهر انه مات علی غیر الاسلام فان قلت ذکر السهیلی انه رای فی بعض کتب المسعودی انه اسلم قلت هذا لا یعارض ما فی الصحیح۔

ان سب حدیثوں سے ظاہر ہے کہ ابو طالب کی موت غیر اسلام پر ہوئی۔ اگر تو کہے کہ سہیلی نے ذکر کیا کہ انھوں نے مسعودی کی کسی کتاب میں دیکھا کہ ابو طالب اسلام لے آئے میں کہوں گا ایسی بے سروپا حکایت احادیث صحیح بخاری کی معارض نہیں ہو سکتی۔

اقول علاوہ بریں اگر یہ مسعودی علی بن حسین صاحب مروج ہے تو خود رافضی ہے اس کی کتاب مروج الذہب خلفائے کرام وصحابہ عظام عشرہ بشرہ وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر صریح تبرا سے جا بجا آلودہ دملوث ہے لوط بن یحییٰ ابو مخنف رافضی خبیث ہالک کے اقوال و

نقول بکثرت لاتا ہے جس کے مردود و تالف ہونے پر ائمۂ جرح و تعدیل کا اجماع ہے اسی طرح اور رفاض و فساق و ہالکین کے اخبار پر اُس کی کتاب کا مدار ہے جیسا کہ اُس کے مطالعہ سے واضح و آشکار ہے فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے اپنے نسخہ مروج الذہب کے ہامش پر اس کی تنبیہ کردی ہے شاہ عبد العزیز صاحب تحفہ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں:

ہشام کلبی مفسر کہ رافضی غالی ست و ہمچنیں مسعودی صاحب مروج الذہب و ابو الفرج اصبہانی صاحب کتاب الاغانی و علیٰ ہذا القیاس امثال ایں ہا را ایں فرقہ در عداد اہلسنت داخل کنند و بمنقولات و معقولات ایشاں الزام اہلسنت خواہند۔

علامہ زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں:

القول باسلام ابی طالب لا یصح قالہ ابن عساکر وغیرہ۔ ابو طالب کا اسلام ماننا غلط ہے امام ابن عساکر وغیرہ نے اس کی تصریح کی۔ اسی طرح اصابہ میں ہے: کما سیأتی۔

علامہ شہاب نسیم الریاض میں فرماتے ہیں:

من الغریب ما نقلہ بعضھم ان اللہ تعالیٰ احیاہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فآمن بہ کابویہ واظنہ من افتراء الشیعۃ۔	غرائب سے ہے یہ جو بعض نے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے والدین رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرح ابو طالب کو بھی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے زندہ کیا کہ بعد مرگ جی کر مشرف باسلام ہوئے میرے گمان میں یہ رافضیوں کی گڑھت ہے۔

اقول وضاع کذاب رافضیوں ہی میں منحصر نہیں مگر یہ اُن کے مسلک کے موافق ہے لہٰذا اس کی وضع کا گمان اُنھیں کی طرف جاتا ہے پھر بھی بے تحقیق جزم کی کیا صورت ممکن کہ کسی اور نے وضع کی ہو اس بنا پر لفظ ظن فرمایا ورنہ اُس کے موضوع و مفتری ہونے میں تو شبہہ نہیں کما لا یخفی۔

علامہ[۱۱۱] صبان محمد بن علی مصری کتاب اسعاف الراغبین میں فرماتے ہیں:

اما اعمامہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاثنا عشرۃ حمزۃ والعباس وھما مسلمان وابوطالب والصحیح انہ مات کافرا۔	حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارہ چچا تھے حمزہ وعباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور یہی دو مشرف باسلام ہوئے اور ابوطالب اور صحیح یہی ہے کہ یہ کافر مرے۔

فصل پنجم

شرح[۱۱۲] مقاصد و شرح[۱۱۳] تحریر پھر ردالمحتار[۱۱۴] حاشیہ درمختار باب المرتدین میں ہے:

المصر علی عدم الاقرار مع مطالبۃ بہ کافر وفاقا لکون ذلک من امارات عدم التصدیق ولہذا اطبقوا علی کفر ابی طالب۔	جس سے اقرار اسلام کا مطالبہ کیا جائے اور وہ اقرار نہ کرنے پر اصرار رکھے بالاتفاق کافر ہے کہ یہ دل میں تصدیق نہ ہونے کی علامت ہے اسی واسطے تمام علماء نے کفر ابی طالب پر اجماع کیا ہے۔

مولانا[۱۱۵] علی قاری شرح شفا شریف میں فرماتے ہیں:

اذا امر بہا وامتنع وابی عنہا کابی طالب فھو کافر بالاجماع۔	جسے شہادت کلمہ اسلام کا حکم دیا جائے اور وہ باز رہے اور ادائے شہادت سے انکار کرے جیسے ابوطالب تو وہ بالاجماع کافر ہے۔

مرقاۃ[۱۱۶] شرح مشکوٰۃ میں اس شخص کے بارہ میں جو قلب سے اعتقاد رکھتا تھا اور بغیر کسی عذر ومانع کے زبان سے اقرار کی نوبت نہ آئی علماء کا اختلاف کہ یہ اعتقاد بے اقرار اسے آخرت میں نافع ہوگا یا نہیں، نقل کرکے فرماتے ہیں:

قلت لکن بشرط عدم طلب الاقرار منہ فان ابی بعد ذلک فکافر اجماعا لقضیۃ

ابی طالب - یعنی یہ اختلاف اُس صورت میں ہے کہ اُس سے اقرار طلب نہ کیا گیا ہو اور اگر بعد طلب باز رہے جب تو بالاجماع کافر ہے ابوطالب کا واقعہ اس پر دلیل ہے۔ اُسی کی فصل ثانی باب اشراط الساعۃ میں ہے،

ابوطالب لعریؤمن عند اھل السنہ۔	اہلِ سنت کے نزدیک ابوطالب مسلمان نہیں۔

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی شرح سفر السعادۃ میں فرماتے ہیں:

مشایخ حدیث و علمائے سنت بریں اندکہ ایمان ابوطالب ثبوت نہ پذیرفتہ و درصحاح احادیث ست کہ آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در وقت وفات وی برسروی آمد وعرض اسلام کرد وی قبول نہ کرد۔

فصل ششم

امام ابن حجر مکی افضل القریٰ لقراء ام القریٰ میں ابوطالب کی بیت مروی صحیح بخاری کہ ہم نے شروع جواب میں ذکر کی لکھ کر فرماتے ہیں:

ھذا البیت من جملۃ قصیدۃ لہ فیھا مدح عجیب لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حتی اخذ الشیعۃ منھا القول باسلامہ۔	یہ بیت ابوطالب کے ایک قصیدہ کی ہے جس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عجیب نعت ہے یہاں تک کہ رافضیوں نے اس سے ابوطالب کا مسلمان ہونا اخذ کر لیا۔

پھر فرماتے ہیں:

صرائح الاحادیث المتفق علی صحتہا ترد ذٰلک لیکن صاف اور روشن حدیثیں جن کی صحت پر اتفاق ہے اسلام ابوطالب کو رد کر رہی ہیں۔

علامہ محمد بن عبدالباقی شرح مواہب میں روایت ضعیفہ ابن اسحٰق کہ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب مع اپنے جوابوں کے آتی ہے ذکر کرکے فرماتے ہیں:

بھذا احتج الرافضۃ ومن تبعھم علی اسلامہ رافضی اور جو اُن کے پیرو ہوئے

وہ اسی روایت سے ابو طالب کے اسلام پر سند لاتے ہیں۔

انوار[۳۰] التنزیل وارشاد[۳۱] العقل میں زیر آیہ کریمہ انک لا تہدی من احببت فرمایا الجمہور علی انہا نزلت فی ابی طالب جمہور ائمہ کے نزدیک یہ آیت دربارۂ ابو طالب اُتری۔

علامہ[۳۲] خفاجی اس کے حاشیہ میں فرماتے ہیں: اشارۃ الی الرد علی بعض الرافضۃ اذ ذھب الی اسلامہ یہ اشارہ ہے بعض رافضیوں کے رد کی طرف کہ وہ اسلام ابو طالب کے قائل ہیں۔

اصابہ[۳۳] میں ہے: ذکر جمع من الرافضۃ انہ مات مسلما قال ابن عساکر فی صدر ترجمتہ قیل انہ اسلم ولا یصح اسلامہ مختصر۔ رافضیوں کا ایک گروہ کہتا ہے کہ ابو طالب مسلمان مرے۔

امام[۳۴] ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں شروع تذکرہ ابو طالب میں فرمایا بعض اسلام ابو طالب کے قائل ہوئے اور یہ صحیح نہیں۔

زرقانی[۳۵] میں ہے:

الصحیح ان اباطالب لم یسلم	صحیح یہ ہے کہ ابو طالب مسلمان نہ ہوئے
وذکر جمع من الرافضۃ انہ مات	رافضیوں کی ایک جماعت نے اُن کا اسلام
مسلما وتمسکوا باشعار واخبار	پر مرنا مانا اور کچھ شعروں اور واہیات
واھیۃ تکفل بردھا فی	خبروں سے تمسک کیا جن کے رد کا امام
الاصابہ۔	حافظ الشان نے اصابہ میں ذمہ لیا۔

نسیم[۳۶] فصل کیفیۃ الصلاۃ علیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم والتسلیم میں ہے:

ابوطالب توفی کافرا وادعاء بعض	ابو طالب کی موت کفر پر ہوئی اور بعض
الشیعۃ انہ اسلم لا اصل لہ۔	رافضیوں کا دعوٰی باطلہ کہ وہ اسلام
	لائے محض بے اصل ہے۔

شیخ[۳۷] محقق شرح صراط المستقیم میں فرماتے ہیں:

"شیخ ابن حجر در فتح الباری میگوید معرفت ابوطالب بہ نبوت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در بسیاری از اخبار آمدہ و تمسک کردہ بدان شیعہ بر اسلام وے واستدلال کردہ اند بر دعویٰ خود بچیزی کہ دلالت ندارد بر آن"۔

اُسی[۲۷] میں ہے:

مخفی نماند کہ صحت اسلام ابوین بلکہ سائر آباتی وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مشہور ست وشیعہ اسلام ابوطالب رانیز ازیں قبیل دانند۔ اھ مختصرا

فصل ہفتم

الحمد للہ کلام اپنی نہایت کو پہنچا بعد اس قدر نصوص علیۂ وجلیۂ قرآن وحدیث وارشادات صحابہ وتابعین وتبع تابعین وائمہ قدیم وحدیث کے منصف کو چارہ نہیں مگر تسلیم اور شبہات کا حصّہ نہیں مگر فنائے عمیم پھر بھی تبیین مرام وتسکین اوہام مناسب مقام۔ عمرو نے آٹھ شبہے ذکر کیے اور نواں کہ اگر شبہ کہنے کے بھی کچھ قابل ہے تو وُہی ہے اُس سے متروک ہُوا ہم اُن سب کو ذکر کرکے بتوفیق اللہ تعالیٰ اظہار جواب وابانت صواب کریں۔

شبہۂ اولیٰ کفالت **اقول** ہاں بالیقین مگر کفالت نبی مستلزم اطاعت نبی نہیں قال اللہ تعالیٰ فالتقطہ آل فرعون لیکون لھم عدوا وحزنا الآیات و قال اللہ تعالیٰ قال الم نربك فینا ولیدا ولبثت فینا من عمرك سنین۔

شبہۂ ثانیہ نصرت وحمایت **نقول** ضرور مگر مدعا سے دور۔ رافضی اس سے دلیل لائے اور علمائے سنّت جواب دے چکے۔ اصابہ میں فرمایا:

استدلال الرافضی بقول اللہ تعالیٰ فالذین اٰمنوا بہ وعزروہ ونصروہ واتبعو النور الذی انزل معہ اولئك ھم المفلحون ۵ قال وعزرہ ابوطالب ونصرہ بما اشتھر وعلم ونابذ قریشا وعاداھم بسببہ مما لا یدفعہ احد من نقلۃ الاخبار فیکون من المفلحین انتھی وھذا مبلغھم من العلم وانا نسلم انہ نصرہ وبالغ فی ذلك لکنہ لم یتبع النور الذی معہ وھو الکتاب العزیز الداعی الی التوحید

ولا یحصل الفلاح الا بحصول ماد تب علیہ من الصفات کلھا۔

یعنی اسلام ابی طالب پر رافضی اس آیت سے دلیل لایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے جو لوگ اس نبی پر ایمان لائے اور اس کی نصرت و مدد کی اور جو نور اس نبی کے ساتھ اتارا گیا اُس کے پیرو ہوتے وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ رافضی نے کہا، ابو طالب کی مدد و نصرت مشہور و معروف ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے قریش سے مخالفت کی عداوت باندھ لی جس کا کوئی راوی اخبار انکار نہ کرے گا تو وُہ فلاح پانے والوں میں ٹھہرے۔ رافضیوں کے علم کی رسائی یہاں تک ہے اور ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ابو طالب نے ضرور نصرت کی اور بدرجۂ غایت کی مگر اُس نور کا تو اتباع نہ کیا جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اُترا یعنی قرآن مجید داعی توحید اور فلاح تو جب ملے کہ جتنی صفات پر اُسے مرتب فرمایا ہے سب حاصل ہوں۔

اقول اولاً : یہ نصرت وحمایت کا قصہ بارگاہِ رسالت میں پیش ہو چکا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! ابو طالب چنین وچنان کرتا اُسے کیا نفع ملا جواب جو ارشاد ہُوا حدیث چہارم میں گزرا۔

ثانیاً : بلکہ تفسیر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر خود رب العزت جواب دے چکا کہ اوروں کو نبی کی ایذا سے روکتے اور خود اُس پر ایمان لانے سے بچتے ہیں دیکھو آیت و حدیث سوم۔

ثالثاً : اعتبار خاتمہ کا ہے انما الاعمال بالخواتیم جب ابو طالب کا کفر پر مرنا قرآن وحدیث سے ثابت تو اب اگلے قصے سنانا اور گزشتہ کفالت ونصرت سے دلیل لانا محض ساقط۔ صحاح ستہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث طویل میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فواللہ الذی لا الٰہ غیرہ ان	قسم اللہ کی جس کے سوا کوئی خدا نہیں تم
احدکم لیعمل بعمل اھل الجنۃ	میں کوئی شخص جنتیوں کے کام کرتا رہتا ہے
حتی مایکون بینہ وبینھا الا ذراع	یہاں تک کہ اُس میں اور جنت میں صرف
فیسبق علیہ الکتاب فیعمل	ایک ہاتھ کا فرق رہ جاتا ہے اتنے میں تقدیر

بعمل اھل النار فیدخل النار۔ غالب آجاتی ہے کہ دوزخیوں کے کام کرکے دوزخ میں جاتا ہے۔ (والعیاذ باللہ رب العلمین)

رابعاً: نہ صرف اسلام مستلزم اسلام نہ ثبوت خاص نہ ثبوت عام صحیحین میں ابُو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی غزوۂ خیبر میں ایک مدعیِ اسلام نے ہمراہ رکاب اقدس سخت جہاد اور کافروں سے عظیم قتال کیا صحابہ اُس کے مداح ہُوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ دوزخی ہے اس پر قریب تھا کہ بعض لوگ متزلزل ہوجائیں (یعنی ایسے عالی درجے عمدہ کام ایسے جلیل وجمیل نصرت اسلام اور اس پر ناری ہونے کے احکام) بالآخر خبر پائی کہ وہ معرکہ میں زخمی ہوا اور دکی تاب نہ لایا رات کو اپنا گلا کاٹ کر مرگیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ خبر سُن کر فرمایا اللہ اکبر میں گواہی دیتا ہُوں کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اُس کا رسول ہُوں، پھر بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں میں منادی کردیں انہ لا یدخل الجنۃ الانفس مسلمۃ وان اللہ لیؤید ھذا الدین بالرجل الفاجر بیشک جنت میں کوئی نہ جائے گا مگر مسلمان جان اور بیشک اللہ تعالیٰ اس دین کی مدد کرتا ہے فاسق کے ہاتھ پر اِسی کے قریب طبرانی نے کبیر میں عمرو بن نعمان بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی نسائی و ابن حبان حضرت انس بن مالک اور احمد و طبرانی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بسند جید راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اللہ تعالیٰ یؤید ھٰذا الدین باقوام لاخلاق لھم۔ بے شک اللہ عزوجل اس دین کی مدد ایسے لوگوں سے فرماتا ہے جن کا کوئی حصہ نہیں۔

طبرانی کبیر میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اللہ لیؤید الاسلام برجال ماھم من اھلہ۔ بے شک اللہ تعالیٰ اسلام کی تائید ایسے لوگوں سے کراتا ہے جو خود اہلِ اسلام سے نہیں۔

نسأل اللہ العفو والعافیہ۔

شبہہ ثالثہ محبت اقول بے شک مگر حد طبعی تک جیسے چچا کو بھتیجے سے چاہیے اور بھتیجے بھی کیسے کہ حقیقی بھائی نوجوان گزرے ہونے کی اکلوتی نشانی

پھر اُس پر جمال صورت و کمال سیرت وہ کہ اپنے تو اپنے غیر دیکھیں تو فدا ہو جائیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاندان ہاشمی ایک اسی چراغ محمود و شمع بے دود سے روشن تھا خاندانی حمیت ہر عاقل کو ہوتی ہے خصوصاً عرب خصوصاً قریش خصوصاً بنی ہاشم میں اس کا عظیم مادہ و لہٰذا جب یہ آیہ کریمہ فاصدع بما تؤمر واعرض عن المشرکین ہ نازل ہوئی اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے علانیہ دعوتِ اسلام شروع کی اشرافِ قریش جمع ہو کر ابوطالب کے پاس گئے اور کہا کہ تمام عرب میں سب سے زیادہ خوبصورت اور سب سے بڑھ کر اچھی اٹھان والا لڑکا ہم سے لے لو اُسے بجائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پرورش کرو اور اُنھیں ہم کو دے دو اور ایسی ارادۂ فاسدہ پر عمارہ بن ولید کو لے کر گئے تھے کہ ابوطالب نے مانا تو اسے اُنھیں دے دیں گے ابوطالب نے کہا:

واللہ لبئس ماتسومونني اتعطونی ابنکم اغذوه لکم واعطیکم ابنی تقتلونه ھذا واللہ مالا یکون ابدا احین تروح الابل فان حنت ناقة الی غیر فصیلھا دفعته الیکم۔	خدا کی قسم کیا بُری گاہکی میرے ساتھ کرتے ہو، کیا تم اپنا بیٹا مجھے دو کہ میں تمہارے لیے اُسے کھلاؤں پرورش کروں اور میں اپنا بیٹا تمہیں دے دوں کہ تم اُسے قتل کرو۔ خدا کی قسم یہ کبھی ہونی نہیں جب اونٹ شام کو نکلتے ہیں تو اگر کوئی ناقہ اپنے بچے کو چھوڑ کر دوسرے کی طرف میل کرتی ہو تو میں بھی تم سے اپنا بیٹا بدل لوں۔

لخصناه من حدیث ابن اسحاق ذکره بلاغا و من حدیث مقاتل ذکره فی المواھب۔

ابوطالب نے صاف بتا دیا کہ ان کی محبت وہی ہے جو انسان تو انسان حیوان کو بھی اپنے بچے سے ہوتی ہے ایسی محبت ایمان نہیں ایمان حبِ شرعی ہے ابوطالب میں اُس کی شان نہیں محبت شرعی و ایمانی ہوتی تو نار کو عار پر اختیار اور دمِ مرگ کلمہ طیبہ سے انکار اور ملتِ جاہلیت

پر اصرار کیوں ہوتا۔

امام[1] قسطلانی ارشاد الساری میں فرماتے ہیں،

قدکان ابوطالب یحوطہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وینصرہ ویحبہ حبا طبعیا لاشرعیا فسبق القدر فیہ واستمر علی کفرہ وللہ الحجۃ السامیۃ۔

یعنی ابوطالب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نصرت وحمایت سب کچھ کی طبعی محبت بہت کچھ رکھی مگر شرعی محبت نہ تھی آخر تقدیرِ الٰہی غالب آئی اور معاذ اللہ کفر پر وفات پائی اور اللہ ہی کے لیے ہے حجت بلند۔

نسیم[2] الریاض میں ہے:

حنوہ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ومحبتہ لہ امر مشہور فی السیر وکان یعظمہ ویعرف نبوتہ ولکن لم یوفقہ اللہ للاسلام وفی الامتاع ان فیہ حکمۃ خفیۃ من اللہ تعالیٰ لانہ عظیم قریش لایمکن احدا منھم ان یتعدی علی ما فی جوارہ فکان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی بدء امرہ فی کنف حمایتہ یذبھم عنہ کما قال ؎

واللہ لن یصلوا الیک بجمعھم

حتی اوسد فی التراب دفینا

فلو اسلم لم یکن لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد موتہ بد من الھجرۃ۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ابوطالب کی مہر ومحبت مشہور رہے اور تعظیم ومعرفت نبوت معلوم مگر اللہ تعالیٰ نے مسلمان ہونے کی توفیق نہ دی۔ اور کتاب[3] الامتاع میں فرمایا، ابوطالب کے مسلمان نہ ہونے میں اللہ تعالیٰ کی ایک باریک حکمت ہے وہ سردار قریش تھے کوئی ان کی پناہ پر تعدی نہ کرسکتا تھا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابتدائے اسلام میں اُن کی حمایت میں تھے وہ مخالفوں کو حضور سے دفع کرتے تھے خود ایک شعر میں کہا ہے خدا کی قسم تمام قریش اکٹھے ہوجائیں تو حضور تک نہ پہنچ سکیں گے جب تک میں خاک میں دبا کر لٹا نہ دیا جاؤں تو اگر وہ اسلام لے آتے قریش کے نزدیک اُن کی پناہ کوئی

چیز دربی آخر اُن کے انتقال پر حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہجرت ہی فرمانی ہوئی۔

اقول قربِ انتقال تک اسلام نہ لانے کی یہ حکمت ہو سکتی ہے مرتے وقت کفر پر اصرار کی حکمت اللہ جانے یا اُس کا رسول۔ شاید اس میں اوّلاً یہ نکتہ ہو کہ اگر اسلام لا کر مرتے مخالف گمان کرتے کہ اللہ کے رسول نے ہمارے ساتھ معاذ اللہ فریب برتا اپنے چچا کو مسلمان تو کر لیا تھا مگر پناہ و ذمہ رکھنے کے لیے ظاہر نہ ہونے دیا جب اخیر وقت آیا کہ اب وُہ کام نہ رہا ظاہر کروایا۔

ثانیاً اُن مسلمانوں کی تسکین بھی ہے جن کے بزرگ حالتِ کفر میں مرے جس کا پتہ حدیث ان ابی و اباك دیتی ہے اول ناگوار ہوا جب اپنے چچا کو شامل فرمایا سکون پایا۔

ثالثاً مسلمانوں کے لیے اُسوۂ حسنہ قائم فرمانا کہ اپنے اقارب جب خدا کے خلاف ہوں اُن سے براءت کریں مرنے پر جنازہ میں شریک نہ ہوں، نماز نہ پڑھیں، دعائے مغفرت نہ کریں کہ جب خود اپنے حبیب کو منع فرمایا تو اوروں کی کیا گنتی۔

رابعاً عمل میں اخلاص للہ و خوف و انقیاد کی ترغیب اور محبوبانِ خدا سے نسبت پر پُھول بیٹھنے سے ترہیب جب ابوطالب کو ایسی نسبت قریبہ اُن کارہائے عجیبہ بوجہ نامنقادی کام نہ آئی تو اور کیا چیز ہے الی غیر ذٰلك مما اللہ و رسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

شبہہ رابعہ نعت شریف اقول یہ تو اور حجت الٰہیہ قائم ہونا ہے جب ایسا جانتے ہو پھر کیوں نہیں مانتے یہود تو قبل طلوع شمس رسالت کیا کچھ نعت و مدحت نہ کرتے جب کوئی مشکل آتی، مصیبت مُنہ دکھاتی حضور سے توسل کرتے جب دشمن کا مقابلہ ہوتا دُعا مانگتے:

اللهم انصرنا عليهم بالنبی المبعوث	الٰہی ہمیں ان پر مدد دے صدقہ نبی آخر الزماں
فی آخر الزمان الذی نجد صفته	کا جس کی نعت ہم توراۃ میں پاتے ہیں۔
فی التورٰیة۔	

پھر جان کر نہ ماننے کا کیا نتیجہ ہوا یہ جو قرآن عظیم نے فرمایا:

كانوا من قبل يستفتحون على الذين كفروا فلما جاءهم ما عرفوا كفروا به فلعنة الله على الكفرين ۝

اصحابہ میں فرماتے ہیں:

اما شهادة ابی طالب بتصديق النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فالجواب عنه وعما ورد من شعر ابی طالب فی ذالك انه نظير ما حكی الله تعالیٰ عن كفار قريش وجحدوا بها واستيقنتها انفسهم ظلماً وعلوا فكان كفرهم عناداً ومنشؤه من الانفة والكبر والی ذالك اشار ابو طالب بقوله لولا ان تعيرنی قريش۔

یعنی ابوطالب کے ان اشعار وغیرہا کا جواب یہ ہے کہ وہ اسی قبیل سے ہے جو قرآن عظیم نے کفار کا حال بیان فرمایا کہ براہ ظلم و تکبر منکر ہوتے اور دل میں خوب یقینی رکھتے ہیں تو یہ کفر عناد ہوا اور اس کا منشا تکبر اور اپنے نزدیک بڑی ناک والا ہونا ہے خود ابوطالب نے اس کی طرف اشارہ کیا کہ اگر قریش کی طعنہ زنی کا خیال نہ ہوتا تو اسلام لے آتا۔

شبہہ خامسہ حضور کا استغفار فرمانا اقول اولاً اس کا جواب خود رب الارباب جل جلالہ دے چکا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قید لگا دی تھی ما لم انه عنه یعنی استغفار فرماؤں گا جب تک منع نہ کیا جاؤں گا۔ رب العزۃ جل جلالہ نے منع فرما دیا اب اس سے استناد خرط القتاد۔

ثانیاً خود یہ وعدہ ہی کلمہ طیبہ سے انکار سن کر ارشاد ہوا تھا دیکھو حدیث دوم پھر اسے دلیل اسلام ٹھہرانا عجیب ہے۔

شبہہ سادسہ حکایت جامع الاصول اقول ستیداہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم ابوطالب کو مشرک کہتے باوصف حکم اقدس غسل وکفن میں تامل عرض کرتے سید السادات سید الکائنات علیہ وعلیٰ آلہٖ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات اسے مقرر رکھتے، جنازہ میں شرکت سے باز رہتے سیدنا جعفر بن ابی طالب وامیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما بوجہ اسلام ترکۂ کفار سے محرومی پاتے سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی

وجہ کفر ابی طالب بیان فرماتے امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ختن
اہلبیت اسے کافر کا ترکہ مومن کو نہ ملنے کی دلیل ٹھہراتے۔ سیدنا عباس عمِ رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کے حال سے سوال کرکے وہ
جواب پاتے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما آیت وان یہلکون الا
انفسہم کا ابوطالب میں نزول بتاتے اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
سے حدیث ہشتم اور ام المومنین ام سلمہ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیث
ہفتم امیر المومنین علی برادر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیث پانزدہم روایت
فرماتے ہیں یہ سرداران وسرداران اہلبیت کرام ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ان کے بعد
وہ کون سے اہلبیت قائل اسلام ابوطالب ہوئے کیا قرآن وحدیث واطباق ائمہ قدیم
وحدیث کے مقابل ایسی حکایات بے زمام وخطام کچھ کام دے سکتے ہیں حاشا لاجرم
شیخ محقق مدارج[۱۳۳] النبوۃ میں فرماتے ہیں:

ازاعمام پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیر حمزہ وعباس مسلمان نہ شدہ
اند وابوطالب وابولہب زمان اسلام رادریافتہ اما توفیق اسلام نیافتہ
جمہور علماء برین اند وصاحب جامع الاصول آوردہ کہ زعم اہلبیت آن ست
کہ ابوطالب مسلمان از دنیا رفتہ واللہ اعلم بصحتہ کذافی روضۃ[۱۳۴] الاحباب۔

اقول علماء کا جابجا کفر ابی طالب پر اجماع نقل فرمانا اور اسلام ابی طالب کا
قول مزعوم روافض بتانا جس کے نقول اگلے فصول میں مذکور ومنقول اس حکایت بے سروپا
کے رد کو بس ہے کیا باوصف خلاف ائمہ اہلبیت اجماع منعقد ہوسکتا یا معاذ اللہ ان کا
خلاف ولیتقدیہ ٹھہرا کر دعوے اتفاق فرما دیا جاتا اور جب خود اپنے ائمہ کرام میں خلاف حاصل
تو جانب اجانب اعنی روافض قصر نسبت پر کیا حال پس عندالتحقیق یہ حکایت بے اصل اور
محکی عنہ معدوم وباطل ہاں اگر سادات زیدیہ کہ ایک فرقہ روافض سے مراد ہوں تو عجیب نہیں
اور شبہہ زائل۔

شبہہ سابعہ عبارت شرح سفر السعادۃ **اقول** یہ تہمت محض ہے شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ

کی عبارتیں خود اسی شرح صراط المستقیم وغیرہ تصانیف سے اوپر گزر چکیں جو اِس کی تکذیب کو بس ہیں۔ یہ شیخ فرماتے ہیں، حدیث صحیح ابوطالب کا کفر ثابت کرتی ہے علمائے سنت ابوطالب کا کفر مانتے ہیں شیعہ انھیں مسلمان جانتے ہیں اُن کے دلائل مردود و باطل ہیں۔ اِن سب تصریحات کے بعد توقف کا کیا محل ہاں یہ عبارت مدارج شریف میں نسبت آباد و اجداد حضور سیدِ انام علیہ افضل الصلاۃ والسلام تحریر فرمائی ہے حیث قال متاخران ثابت کردہ اند کہ آبار و اجداو آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پاک و مصفا بودند از دنس شرک و کفر باری کم ازاں نہ باشد کہ دریں مسئلہ توقف کنند و صرفہ نگاہ دارند۔

شبہہ ثامنہ وصیت نامہ اقول اوّلاً وہ ایک حکایت منقطعہ ہے جس کا منتہائے سند ایک رافضی غالی، مواہب شریف میں جس سے عمرو ناقل یہ وصیت نامہ یوں منقول حکی عن ھشام بن السائب الکلبی او ابیہ انہ قال لما حضرت اباطالب الوفاۃ جمع الیہ وجوہ قریش الخ یعنی ہشام بن محمد بن سائب کلبی کوفی یا اُس کے باپ کلبی سے حکایت کی گئی کہ ابوطالب نے مرتے وقت عمدگان قریش کو جمع کرکے وصیت کی۔

ہشام و کلبی دونوں رافضی مطعون ہیں میزان الاعتدال میں ہے:

قال البخاری ابو النضر الکلبی	امام بخاری نے فرمایا کلبی کو امام یحییٰ بن
ترکہ یحییٰ وابن مھدی قال	معین و امام عبدالرحمٰن بن مہدی نے متروک
علی ثنا یحییٰ عن سفین قال	کیا امام سفیان فرماتے ہیں مجھ سے کلبی
الکلبی کلما حدثتک عن ابی	نے کہا جتنی حدیثیں میں نے آپ کے سامنے
صالح فھو کذب وقال یزید	ابو صالح سے روایت کی ہیں وُہ سب
بن زریع ثنا الکلبی وکان سبائیا	جھوٹ ہیں یزید بن زریع نے کہا کلبی رافضی
قال الاعمش اتق ھذہ السبائیۃ	تھا امام سلیمان اعمش تابعی نے فرمایا کہ
فانی ادرکت الناس وانما یسمونھم	ان رافضیوں سے بچو میں نے علماء کو پایا
الکذابین التبوذکی سمعت ھمام	کہ ان کا نام کذاب رکھتے تھے۔ ہمام
یقول سمعت الکلبی یقول انا	کہتے ہیں میں نے خود کلبی کو کہتے سُنا کہ

سبائی عن ابی عوانہ سمعت کلبی	میں رافضی ہوں ابوعوانہ کہتے ہیں کلبی نے
یقول کان جبرئیل یملی الوحی علی	میرے سامنے کہا کہ جبرئیل نبی کو وحی لکھاتے
النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	تھے جب حضور بیت الخلا کو تشریف
فلما دخل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ	لے جاتے تو مولیٰ علی کو لکھانے لگتے ،
وسلم الخلاء جعل یملی علی علی قال	جوزجانی وغیرہ نے کہا کلبی کذاب ہے ۔
الجوزجانی وغیرہ کذاب وقال الدارقطنی	دارقطنی اور ایک جماعت علماء نے کہا
وجماعۃ متروک قال ابن حبان	متروک ہے ابن حبان نے کہا اس کا مذہب
مذھبہ ووضوح الکذب فیہ اظھر	اور اس میں کذب کا وضوح ایسا روشن
من ان یحتاج الی وصفہ لا یحل	ہے کہ محتاج بیان نہیں کتابوں میں اس کا
ذکرہ فی کتب فکیف الاحتجاج بہ	ذکر کرنا حلال نہیں نہ کہ اس سے سند لانا ۔
اھ ملتقطا ۔	

اُسی میں ہے :

ھشام بن محمد بن السائب الکلبی	امام احمد نے کلبی کے بیٹے ہشام کی نسبت
احمد بن حنبل انما کان صاحب	فرمایا وہ تو یہی کچھ کہانیاں کچھ نسب نامے
اخبار ونسب ما ظننت ان احدا	جانتا تھا مجھے گمان نہ تھا کہ کوئی اس سے
یحدث عنہ وقال الدارقطنی	حدیث روایت کرے گا امام دارقطنی وغیرہ
وغیرہ متروک وقال ابن عساکر	نے فرمایا متروک ہے امام ابن عساکر نے
رافضی لیس بثقۃ ۔	کہا رافضی نامعتمد ہے ۔

ثانیاً خود اُسی وصیت نامہ میں وُہ لفظ منقول جن میں صاف اپنے حال کی طرف اشارہ ہے کہ اُن حاضرین سے کہا :

قد جاء بلم تقبلہ الجنان وانکرہ	محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے پاس
اللسان مخافۃ الشنان ۔	وہ بات لے کر آئے جسے دل نے مانا اور
	زبان نے انکار کیا اس خوف سے کہ لوگ
	دشمن ہوجائیں گے ۔

علامہ زرقانی اُس کی شرح میں فرماتے ہیں ؛

لما تعیرونہ بہ من تبعیتہ لابن اخیہ۔ یعنی وُہ خوف یہ ہے کہ تم عیب لگاؤ گے کہ اپنے بھتیجے کا تابع ہو گیا یعنے بھتیجا تو بیٹے کی مثل ہے اُنھیں امام بناتے آپ غلام بنتے عار آتی ہے تم طعنہ کرو گے اس لیے اسلام سے انکار رہے اگرچہ دل پر اُن کا صدق آشکار ہے۔

ثالثاً نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے باب میں اُن سے بعض وصایا ضرور منقول مگر جب اوروں کو وصیت ہو خود جاہلی حمیت ہو تو اُس سے کیا حصول قال اللہ تعالیٰ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۞ اللہ کو سخت دشمن ہے یہ بات کہ کہو اور نہ کرو تندرستی میں بھی یہی برتاؤ تھا کہ اوروں کو ترغیب دیتا اور آپ بچنا وہی انداز وقت مرگ برتا۔

اصابہ[۱۳۰] میں فرمایا :

اما امر ابی طالب ولدیہ باتباعہ فترک ذالک من جملۃ العناد وھو ایضاً من حسن نصرتہ لہ وذبہ عنہ ومعاداتہ قومہ بسببہ۔

رہا ابو طالب کا اپنے بیٹوں حیدر کرار و جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہنا کہ سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی کرو تو خود اُس کا ترک کرنا یہ عناد میں سے ہے اور یہ ترغیب پیروی بھی اُن کی اُسی خوبی مدد و حمایت اور حضور کے باعث اپنی قوم سے مخالفت ہی میں داخل ہے۔ یعنی جہاں وُہ سب کچھ تھا این ہمہ بر علم ایمان بے اذعان ملنا کیا امکان و لہذا علمائے کرام جہاں ابو طالب سے یہ امور نقل فرماتے ہیں وہیں موت علی الکفر کی بھی تصریح کر جاتے ہیں اسی مواہب لدنیہ اور اُن کی دُوسری کتاب ارشاد الساری کے کتنے کلمات اُوپر گزرے۔

مجمع البحار[۱۳۱] میں ہے ؛

فی العاشرۃ دنا موت ابی طالب فوصی بنی المطلب باعانتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ومات فقال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان عمک الضال قدمات قال فاغسلہ وکفنہ وواراہ غفر اللہ لہ فجعل یستغفر لہ ایاما حتی نزل ما کان للنبی۔ یعنی نبوت سے دسویں سال ابو طالب کو موت آئی بنی مطلب کو مددگاری نبی صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کے وصیت کر کے مر گئے۔ اس پر مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے عرض کی، حضور کا گمراہ چچا مر گیا۔ فرمایا نہلا کفنا کر دبا دے اللہ اُسے بخشے کچھ دنوں دعائے مغفرت فرماتے رہے یہاں تک کہ آیت اُتری نبی کو روا نہیں کہ مشرکوں جہنمیوں کی بخشش مانگے۔

علامہ تحفنی حاشیہ شرح ہمزیہ میں لکھتے ہیں :

قال القرطبی فی المفهم کان ابوطالب یعرف صدق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی کل ما یقوله و یقول لقریش تعلمون واللہ ان محمدا لم یکذب قط ویقول لابنہ علی اتبعه فانه علی الحق غیر انه لم یدخل فی الاسلام ولم یزل علی ذلك حتی حضرته الوفاة فدخل علیه رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طامعاً فی اسلامه وحریصاً علیه باذلاً فی ذلك جهده مستفرغاً ما عنده ولکن عاقت عن ذلك عوائق الاقدار التی لا ینفع معها حرص ولا اعتذار۔

یعنی امام قرطبی نے مفہم شرح صحیح مسلم میں فرمایا ابوطالب خوب جانتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو کچھ فرماتے ہیں سب حق ہے قریش سے کہتے خدا کی قسم تمہیں معلوم ہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی کوئی کلمہ خلاف واقع نہ فرمایا اپنے بیٹے علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے کہتے ان کے پیرو رہنا کہ یہ حق پر ہیں یہ سب کچھ تھا مگر خود اسلام میں نہ آئے موت آنے تک اُسی حال پر رہے اُس وقت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُن کے پاس تشریف فرما ہوئے اس امید پر کہ شاید مسلمان ہو جائیں اس کی حضور کو سخت خواہش تھی جو کچھ کوشش ممکن تھی سب خرچ فرما دی مگر وہ تقدیریں آڑے آئیں جن کے آگے نہ خواہش چلتی ہے نہ عذر وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

شبہہ تاسعہ الحمد للہ عزوجل کہ سب شبہات حل ہو گئے اور وہ شبہات ہی کیا تھے محض مہملات تھے اب ایک شبہہ باقی رہا جس سے زمانۂ قدیم میں بعض روافض نے اپنے رسالہ اسلام ابی طالب میں استناد کیا اور اکابر ائمہ و علمائے اہل سنت مثل امام اجل بیہقی و امام جلیل سہیلی و امام حافظ الشان ابن حجر عسقلانی و امام بدر الدین محمود عینی و امام احمد قسطلانی و امام ابن حجر مکی و علامہ حسین دیار بکری

وعلامہ محمد زرقانی و شیخ محقق دہلوی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ نے متعدد وجوہ سے جواب دیا۔ سنی کے لیے تو اسی قدر سے جواب ظاہر ہو گیا کہ استدلال کرنے والا ایک رافضی اور جواب دینے والے ائمہ و علمائے اہلسنت مگر تتمیم فائدہ کے لیے فقیر غفرلہ المولی القدیر وہ شبہ اور علماء کے اجوبہ ذکر کرکے جو کچھ فیضِ قدیر سے قلب فقیر پر فائض ہوا تحریر کرے وباللہ التوفیق

ابن اسحاق نے سیرت میں ایک روایت شاذہ ذکر کی جس کا خلاصہ یہ کہ ابو طالب کے مرض الموت میں اشرافِ قریش جمع ہو کر ان کے پاس گئے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سمجھا دو کہ ہمارے دین سے غرض نہ رکھیں ہم اُن کے دین سے تعرض نہ کریں ابو طالب نے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلا کر عرض کی۔ حضورِ پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں یہ ایک بات کہہ لیں جس سے تم تمام عرب کے مالک ہو جاؤ اور عجم تمہاری مطیع۔ ابو جہل لعین نے عرض کی حضور ہی کے باپ کی قسم ایک بات نہیں دس باتیں۔ فرمایا: تو لا الٰہ الا اللہ کہہ لو۔ اس پر کافر تالیاں بجا کر بھاگ گئے۔ ابو طالب کے منہ سے نکلا خدا کی قسم حضور نے کوئی بے جا بات تو اُن سے نہ چاہی تھی۔ اس کہنے سے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اُمید پڑی کہ شاید یہی مسلمان ہو جائے۔ حضور نے بار بار فرمانا شروع کیا: اے چچا! تو ہی کہہ لے جس کے سبب سے میں تیری شفاعت روزِ قیامت حلال کر لوں۔ جب ابو طالب نے حضور کی شدتِ خواہش دیکھی، کہا: اے بھتیجے! میرے خدا کی قسم اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ حضور کو اور حضور کے باپ (یعنی خود ابو طالب) کے بیٹوں کو طعنہ دیں گے کہ نزع کی سختی پر صبر نہ ہُوا، کلمہ پڑھ لیا، تو میں پڑھ لیتا اور وہ بھی کس طرح پڑھتا لا اقولہا الا لاسرك بہا صرف اس لیے کہ حضور کی خوشی کر دوں۔ یہ باتیں نزع میں تو ہو ہی رہی تھیں جب روح پرواز کرنے کا وقت نزدیک آیا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کے لبوں کو جنبش دیکھی کان لگا کر سنا حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی: یا ابن اخی واللہ لقد قال اخی الکلمۃ التی امرتہ ان یقولہا اے میرے بھتیجے خدا کی قسم میرے بھائی نے وُہ بات کہہ لی جو حضور اقدس اُس سے کہلواتے تھے قال فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم اسمع سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مَیں نے نہ سُنی۔ یہ وہ روایت ہے علماء نے اس سے پانچ جواب دیے:

اوّل یہ روایت ضعیف و مردود ہے۔ اس کی سند میں ایک راوی مبہم موجود ہے۔ یہ یہ جواب امام بیہقی پھر امام حافظ الشان ابن حجر عسقلانی و امام بدرالدین محمود عینی و امام ابن حجر مکی و علامہ حسین دیاربکری و علامہ زرقانی وغیرہم نے افادہ فرمایا۔ خمیس میں ہے:

قال البیہقی انہ منقطع الخ وسیأتی تمامہ۔

عمدۃ القاری میں ہے: فی سندہ من لم یسم۔

شرح مواہب میں ہے: روایۃ ابن اسحاق ضعیفۃ۔

اُسی میں ہے: فیہ من لم یسم۔

شرح ہمزیہ میں ہے: روایۃ ضعیفۃ عن العباس انہ اسر الیہ الاسلام عند موتہ۔

اصابہ میں ہے: لقد وقفت علی تصنیف لبعض الشیعۃ اثبت فیہ اسلام ابی طالب منہا ما اخرجہ عن محمد بن اسحٰق الی ان قال بعد نقل متمسکات (الرافضی) اسانید ھذہ الاحادیث واھیۃ۔

یعنی میں نے ایک رافضی کا رسالہ دیکھا جس میں اُس نے بعض روایات سے اسلام ابی طالب ثابت کرنا چاہا ہے۔ ازاں جملہ یہ روایت ابن اسحٰق ہے۔ ان سب کی سندیں واہی ہیں **اقول** وباللہ التوفیق ھٰھنا امور یجب التنبیہ لہا۔

اولہا لیس المنقطع ھٰھنا فی کلام البیہقی بالاصطلاح المشہور عند الجمہور انہ الذی سقط من سندہ راوٍ اما مطلقا او بشرط ان لا یسقط ازید من واحد علی التوالی وھو المرسل علی الاول او منہ علی الثانی باصطلاح الفقہاء واھل الاصول واذا نظفت رجالہ فعندنا وعند الجمہور مقبول کیف وذلک خلاف الواقع فی روایۃ ابن اسحاق فان سندہ علی ما رأیت فی سیرۃ ابن ھشام ونقلہ الحافظ وغیرہ فی الفتح وغیرہ ھکذا حدثنی العباس بن عبد اللہ بن معبد عن بعض اھلہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما وھذا لا انقطاع فیہ کما تری ولا مساغ لارادۃ الانقطاع من قبل ان ابن عباس لم یدرک الواقعۃ

فانه انما ولد عام مات ابوطالب ولد قبل الهجرة بثلث سنين كما فی التقریب وکذلک ارخ ابن الجزار موت ابی طالب قبل هجرته صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بثلث سنین کما فی المواهب وذلک لان مراسیل الصحابة مقبولة بالاجماع ولا عبرة بمن شذ فی تقریب النووی هذا کله فی غیر مرسل الصحابی اما مرسله فمحکوم بصحته علی المذهب الصحیح قال فی التدریب قطع به الجمهور ومن اصحابنا وغیرهم واطبق علیه المحدثون وفی مسلم الثبوت ان کان من الصحابی یقبل مطلقا اتفاقا ولا اعتداد لمن خالف اھ وانما سماه البیهقی منقطعا علی اصطلاح له ولشیخه الحاکم ان المبهم ایضا من المنقطع فی التقریب والتدریب (اذا قال) الراوی فی الاسناد (فلان عن رجل عن فلان فقال الحاکم) هو (منقطع لیس مرسلا وقال غیره مرسل) قال العراقی کل من القولین خلاف ما علیه الاکثرون فانهم ذهبوا الی انه متصل فی سنده مجهول وزاد البیهقی علی هذا فی سننه فجعل ما رواه التابعی عن رجل من الصحابة لم یسم مرسلا اھ مختصرا وفیهما (النوع العاشر المنقطع الصحیح الذی ذهب الیه الفقهاء والخطیب وابن عبد البر وغیرهما من المحدثین ان المنقطع ما لم یتصل اسناده علی ای وجه کان انقطاعه) فهو والمرسل واحد (واکثر ما یستعمل فی روایة من دون التابعی عن الصحابة کمالک عن ابن عمر وقیل هو ما اختل منه رجل قبل التابعی) الصواب قبل الصحابی (محذوفا کان) الرجل (او مبهما کرجل) هذا بناء علی ما تقدم ان فلانا عن رجل یسمی منقطعا وتقدم ان الاکثرین علی خلافه ثم ان هذا القول هو المشهور لیشرط ان یکون الساقط واحدا فقط او اثنین لا علی التوالی کما جزم به العراقی وشیخ الاسلام اھ ملخصا.

ثانیها لیس المبهم من المجهول المقبول عندنا وعند کثیر من الفحول او اکثرهم فان الراوی اذا لم یرو عنه الا واحد فمجهول العین نمشیه نحن و کثیر من المحققین واذا زکی ظاهرا لا باطنا فمستور نقبله نحن واکثر المحققین

كما بينته فى منير العين فى حكم تقبيل الابهامين وظاهران شيئا من هذا لا يعرف الا بالتسمية فالمبهم ليس منهما فى شئ بل هو كمجهول الحال الذى لم تعرف عدالته باطنا ولاظاهرا وان خصصناه ايضا بمن سمى فليس من المجهول المصطلح عليه اصلا وان كان يطلق عليه اسم المجهول نظرا الى المعنى اللغوى وتحقيق الحكم فيه ان ابهام راو غير الصحابى بغير لفظ التعديل كحدثنا ثقة ليس كحذفه عندنا فى القبول فان الجزم مع الاسقاط امارة الاعتماد بخلاف الاسناد قال فى مسلم الثبوت وشرحه فواتح الرحموت (قال رجل لا يقبل فى) المذهب (الصحيح) وليس هذا كالارسال كما نقل عن شمس الائمة لان هذا رواية عن مجهول والارسال جزم بنسبة المتن الى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وهذا لا يكون الا بالتوثيق فافترقا (بخلاف) قال ثقة اورجل من الصحابة لان هذا رواية ثقة لان الصحابة كلهم عدول (ولو اصطلح على معين) معلوما لعدالة على التعبير برجل (فلا اشكال) فى المقبول اهـ **اقول** وسترا اى لى استثناء من ابهم وقد علم من عادته انه لا يروى الا عن ثقة كالامام الاعظم والامام احمد وغيرهما ممن سميناهم فى منير العين فان المبهم اما من مجهول الحال اوكمثله وقد صرحوا فيه بهذا التفصيل قال فى الكتابين (فى رواية العدل) عن المجهول (مذاهب) احدها (التعديل) فان شان العدل ان لا يروى الاعن عدل (و) الثانى (المنع) لجواز روايته تعويلا على المجتهد انه لا يعمل الا بعد التعديل (و) الثالث (التفصيل بين من علم) من عادته (انه لا يروى الاعن عدل) فيكون تعديلا (اولا) فلا (وهو) اى الثالث (الاعدل) وهو ظاهر اهـ باختصار۔

ثالثها ليس الحكم على كافر معلوم الكفر لا سيما المدرك صحبة لغوية بطريان الاسلام من باب الفضائل المقبول فيه الضعاف باتفاق الاعلام كيف وانه يبتنى عليه كثير من الاحكام كتحريم ذكره الا بخير ووجوب تعظيمه

ويطلب المترضى عليه اذا ذكر بعد ما كان ذالك ضرا ما بل ربما الخبر الى الكفر و العياذ بالله تعالىٰ وقبول قوله فى الروايات ان وقعت الى غير ذالك و اليقين لايزول بالشك والضعيف لايرفع الثابت. وانما السر فى قبول الضعاف حيث تقبل انها ثمه لم تثبت شيئا لم يثبت ضما حققناه بما لامزيد عليه مادفع الاوهام المتطرقة اليه فى رسالتنا الهاد الكاف فى حكم الضعاف نازالم تكن لتثبت ما لم يثبت فكيف ترفع ماقد ثبت ماهذا الاغلط وشطط وهذا واضح جدا فاتضح بحمد الله تعالىٰ ان الرواية ضعيفة واهية وانها فى اثبات ماريم منها غير مغنية ولا كافية هكذا ينبغى التحقيق والله تعالىٰ ولى التوفيق۔

ثانیا اگر بالفرض صحیح بھی ہوتی تو اُن احادیث جلیلہ جزیلہ صحاح اصح کے مخالف تھی لہذا مردود ہوتی نہ کہ خود صحیح بھی نہیں اب اُن کے مقابل کیا التفات کے قابل اقول جواب اول بنظر سند تھا یہ بلحاظ متن ہے یعنی اگر سنداً صحیح بھی ہوتی تو متناً شاذ تھی اور ایسا شذوذ قادح صحت یوں بھی ضعیف رہتی اب کہ سنداً بھی صحیح نہیں خاص منکر ہے اور بہرحال مردود و نامعتبر۔ یہ جواب بھی علمائے ممدوحین نے دیا اور امام قسطلانی و شیخ محقق نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا۔

خمیس[۱۳۱] میں بعد عبارت مذکورہ امام[۱۳۲] بیہقی سے ہے: والصحيح من الحديث قد اثبت لابى طالب الوفاة على الكفر والشرك كما رويناه فى صحيح البخارى۔ یعنی حدیث صحیح ابوطالب کا کفر و شرک پر مرنا ثابت کر رہی ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں موجود۔ بعینہٖ اسی طرح مواہب[۱۳۳] میں ہے۔ عمدہ[۱۳۴] میں بعد عبارت مذکورہ اور زرقانی میں امام حافظ الشان سے ہے ولو كان صحيحا لعارضه حديث الباب لانه اصح منه فضلا عن انه لم يصح۔

اصابہ میں بعد کلام سابق ہے: وعلى تقدير ثبوتها فقد عارضها ما هو اصح منها۔ پھر حدیث دوم ذکر کر فرمایا: فهذا هو الصحيح الذى يرد الرواية التى ذكرها ابن اسحٰق یہ حدیث روایت ابن اسحاق کو رد کر رہی ہے شرح ہمزیہ کی عبارت اوپر گزری صراحۃً ثم

الاحادیث المتفق علی صحتہا ترد ذالک صریح حدیثیں جن کی صحت پر اتفاق ہے اسے رد کر رہی ہیں۔

مدارج النبوۃ[۱۴] میں ہے: در احادیث و اخبار اسلام وے ثبوت نیافتہ جز انچہ در روایت ابن اسحٰق آمدہ کہ وے اسلام آورد نزدیک بوقت مرگ و گفتہ کہ چون قریب شد موت وے عباس گفت یا ابن اخی واللہ تحقیق گفت برادر من کلمہ را کہ امر کردی تو او را بدان و در روایتی آمدہ کہ آں حضرت گفت من نشنیدم باآنکہ حدیث اثبات کردہ است برای ابو طالب کفر را۔اھ مختصراً۔

یہ کلام حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے اور فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے یہاں ہامش مدارج پر اپنی دو حاشیے لکھے پائے جن کی نقل خالی از نفع نہیں۔

ل قول شیخ جز انچہ در روایت ابن اسحٰق آمدہ پر باین عبارت اقول ایں استثناء منقطع ست ائمہ فن ہمچو امام بیہقی و امام ابن حجر عسقلانی و امام عینی و امام ابن حجر مکی وغیرہم تصریح کردہ اند بضعف این روایت زیرا کہ در وے راوے مبہم واقع شدہ باز بخالفت صحاح منکر ست و شیخ در آخر کلام خود اشارہ بضعف او میکند کہ باآنکہ حدیث صحیح اثبات کردہ است الخ معلوم شد کہ این صحیح نیست۔دوم قول شیخ و در روایتی آمدہ پر بایں الفاظ اقول این لفظ ایہام میکند آں را کہ اینجا دو روایت ست و روایت مذکورہ ابن اسحٰق عاری ست از ذکر رد فرمودن نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بقول مبارکش لم اسمع حالانکہ نہ چنان ست بلکہ این تتمہ ہماں روایت ابن اسحاق ست بریں معنی آگاہ باید بود۔

ثالثاً خود قرآن عظیم اسے رد فرما رہا ہے اگر اسلام پر موت ہوتی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو استغفار سے کیوں ممانعت آتی۔یہ جواب حافظ الشان کا ہے اور اُسے خمیس میں بھی ذکر کیا۔

اصابہ[۱۴۳] میں بعد عبارت مذکورۂ قریبہ ہے: اذ لوکان قال کلمۃ التوحید مانھی اللہ تعالیٰ نبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن الاستغفار لہ اقول استغفار سے نہی کفر میں صریح نہیں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابتدائے اسلام میں میت

مدیوں کے جنازہ پر نماز پڑھنے سے ممنوع تھے۔ علمائے متاخرین نے حدیث استاذنت ستا بی ان استغفر لامی فلم یاذن لی کا یہی جواب دیا ہے تو استدلال اسی آیت کریمہ کے لفظ للمشرکین ولفظ اصحٰب الجحیم سے اولیٰ وانسب ہے اگر کلمۂ اسلام پر موت ہوتی تو رب العزۃ ابوطالب کو مشرک کیوں بتاتا اصحاب نار سے کیوں ٹھہراتا لاجرم یہ روایت بے اصل ہے

رابعاً اقول اُس میں ایک علت اور ہے حدیث صحیح چہارم دیکھیے خود یہی عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن سے یہ حکایت ذکر کی جاتی ہے موت ابی طالب کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پُوچھتے ہیں یارسول اللہ! حضور نے اپنے چچا ابوطالب کو بھی کچھ نفع دیا وہ حضور کا غمخوار طرفدار تھا ارشاد ہوا ہم نے اُسے سراپا جہنم میں غرق پایا اتنی تخفیف فرمادی کہ ٹخنوں تک آگ ہے میں نہ ہوتا تو اسفل السافلین اُس کا ٹھکانا تھا۔ سبحٰن اللہ اگر عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے کانوں سے مرتے وقت کلمۂ توحید پڑھنا سُنتے تو اس سوال کا کیا محل تھا وہ نہ جانتے تھے کہ الاسلام یجب ما قبلہ مسلمان ہوجانا گزرے ہوئے سب اعمالِ بد کو ڈھا دیتا ہے۔ کیا وہ نہ جانتے تھے کہ اخیر وقت جو کافر مسلمان ہوکر مرے بے حساب جنت میں جائے من قال لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ اور پھر سوال میں کیا عرض کرتے ہیں وہی پرانے قصّے نصرت ویاری وحمایت وغمخواری یہ نہیں کہتے یارسول اللہ! وہ تو کلمۂ اسلام پڑھ کر مرا ہے یہ پُوچھتے ہیں کہ حضور نے اُسے بھی کچھ نفع بخشا یہ نہیں عرض کرتے کہ کون سے اعلیٰ درجات جنت عطا فرمائے ودحالت صحیح ہوتے تو پرواز سوال یُوں ہوتا کہ یارسول اللہ! ابوطالب کا خاتمہ ایمان پر ہُوا اور حضور کے ساتھ اُن کی غایت محبت وکمال حمایت تو قدیم سے تھی اللہ عزّوجلّ نے فردوسِ اعلیٰ کا کون سا محل اُنھیں کرامت فرمایا تو نظرِ انصاف میں یہ سوال ہی اِس روایت کی بے اصلی پر قرینہ واضح ہے اور جواب تو جو ارشاد ہُوا ظاہر ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ ارحم الراحمین یہ جواب فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہٗ نے اپنے فتوائے سابقہ مختصرہ میں ذکر کیا تھا اب شرح مواہب میں دیکھا کہ علّامہ زرقانی نے بھی اِس کی طرف ایما کیا ، فرماتے ہیں: فی سوال العباس عن حالہ دلیل علی ضعف روایۃ ابن اسحٰق لانہ لوکانت الشہادۃ عندہٗ لم یسئل لعلمہ بحالہ اقول یوہیں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ

عنہا جن کی طرف اس کی روایت نسبت کی جاتی ہے علاوہ اُس تفسیر کے جو آیت ثالثہ میں اُن سے مروی خود بسند صحیح معلوم کہ وہ حضور پُر نور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ابوطالب کے بارے میں وہ ارشاد پاک حدیث ہشتم میں سُن چکے ہیں جس میں ناری ہونے کی صریح تصریح ہے یہ روایت اگر صحیح ہوتی تو اِس کا مقتضیٰ یہ تھا کہ اِبن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہا ابوطالب کو ناجی جانیں کہ ان امور میں نسخ و تغییر کو راہ نہیں مگر لازم بحکم حدیث صحیح صحیح مسلم باطل تو ملزوم بھی حلیہ صحت سے عاطل فافہم۔

خامساً یقیناً معلوم کہ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس وقت تک مشرف باسلام نہ ہوئے تھے کہیں گیارہ برس بعد فتح مکہ میں مسلمان ہوتے ہیں اور اسی روایت میں ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابوطالب کا کلمہ پڑھنا نہ سُنا اور اُن کی عرض پر بھی اطمینان نہ فرمایا۔ یہی ارشاد ہوا کہ ہم نے نہ سُنا اب نہ رہی مگر ایک شخص کی شہادت جو عدالت درکنار گواہی دیتے وقت مسلمان بھی نہیں وہ شرعاً کس قاعدہ و قانون سے قابل قبول یا لائق التفات اصحاب عقول ہو سکتی ہے **اقول** پہلے جوابوں کا حاصل سنداً یا متناً روایت کی تضعیف تھی اُس جواب میں اُسے ہر طرح صحیح مان کر کلام ہے کہ اب بھی اثبات مدعیٰ سے مس نہیں اُس سے یہ ثابت نہ ہوا کہ ابوطالب نے کلمہ پڑھا بلکہ اس قدر معلوم ہوا کہ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی غیر اسلام کی حالت میں ایسا بیان کیا پھر اس سے کیا ہوتا ہے یہ جواب امام سہیلی نے روض الانف میں ارشاد فرمایا اور اُن کے بعد امام عینی و امام قسطلانی نے ذکر کیا۔ عمدہ میں ہے: قال السھیلی ان العباس قال ذٰلک فی حال کونہ علی غیر الاسلام ولو اداھا بعد الاسلام لقبلت منہ **اقول** وباللہ التوفیق خود اسی روایت کا بیان کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کی عرض پر یہی ارشاد فرمایا کہ ہمارے مسامع قدسیہ تک نہ آیا۔ دلیل واضح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کے بیان پر اطمینان نہ فرمایا اس گواہی کو مقبول و معتبر نہ ٹھہرایا اور نہ کیا عقل سلیم قبول کرتی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جس کے اسلام میں اس درجہ کوشش بلیغ ہو نفس نفس اس حد شدت پر اُس کی خواہش فرمائی جب وہ امر عظیم محبوب وقوع ہو، آئی ایسے سہل

لفظوں میں جواب دے دیا جائے لاجرم اس ارشاد کا یہی مفاد کہ تمہارے کہنے پر کیا اعتماد ہم سُنتے تو ٹھیک تھا یہ صریح رد شہادت ہے تو جو گواہی خدا و رسول رد فرما چکے دُوسرا اُس کا قبول کرنے والا کون۔ وبھذا التحقیق الانیق اسنتا رد للہ الحمد ان الامام العینی لقد احسن اذ اقتصر فی نقل کلام الامام السھیلی علی ما مرو نعما فعل اذ لم یتعد الی ما تعدی الیہ الامام القسطلانی وتبعہ العلامۃ الزرقانی حیث اثرا کلامہ برمتہ واقرا علیہ وھذا لفظھما (اجیب) کما قال السھیلی فی الروض (بان شہادۃ العباس لابی طالب لواداھا بعد ما اسلم کانت مقبولۃ ولم ترد) شہادتہ (بقولہ علیہ الصلاۃ والسلام لم اسمع لان الشاھد العدل اذا قال سمعت وقال من ھو اعدل منہ لم اسمع اخذ بقول من اثبت السماع) قال السھیلی لان عدم السماع یحتمل اسبابا منعت الشاھد من السمع (ولکن العباس شھد بذلک قبل ان یسلم) فلا تقبل شہادتہ اھ فلیس الکلام فی ان عباسا اثبت والنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نفی فھما شہادتان جارتا عندنا احدھما تثبت والاخری تنفی فنقدم التی تثبت لوکان صاحبھا عدلا ومعاذ اللہ ان تقدم علی قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم یقبل شہادۃ العباس ولم یکن الیھا فھو صلی اللہ علیہ وسلم قاض لا شاھد اخر وانما الشاھد العباس وحدہ فاذا لم یقبلھا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فمن یقبلھا بعدہ ھذا ما عندی وانا فی عجب عاجب ھھنا من کلام ھٰؤلاء الاعلام الاکابر فامعن النظر لعل لہ معنی قصرت عنہ ید فھمی القاصر۔ یا جو بۂ علماء ہیں اور بحمد اللہ کافی و وافی و صافی ہیں۔ وانا اقول وباللہ التوفیق۔

سادساً ہم تسلیم کرتے ہیں کہ روایت اُنھیں احادیث صحیحین کی مثل سنداً و متناً ہر طرح اعلیٰ درجہ کی صحیح اور شہادت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بروجہ کمال مقبول و نجیح پھر بھی نہ مستدل کو نافع نہ کفر ابی طالب کی اصلا دافع۔ آخر جب بحکم احادیث جلیلہ آیت قرآنیہ مشرک و ناری بتا رہی ہے تو یہ تو کسی کے مٹائے مٹتا نہیں یہ دوسری

حدیث کہ فرضاً اُسی پلہ کی صحیح و جلیل ہے صرف اتنا بتاتی ہے کہ ابو طالب نے اخیر وقت لا الٰہ
الا اللہ کہا یہ نہیں بتاتے کہ وہ وقت کیا تھا آخر وقت دو ہیں ایک وہ کہ ہنوز پردے باقی ہیں
اور وقت وقت قبول ایمان ہے دوسرا وہ حقیقی آخر جب حالت غرغرہ ہو پردے اُٹھ جائیں
جنت و نار پیش نظر ہو جائیں یؤمنون بالغیب کا محل نہ رہی کافر کا اس وقت اسلام لانا
بالاجماع مردود و نامقبول ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے: فلم یک ینفعھم ایمانھم لما رأو
باسنا سنۃ اللہ التی قد خلت فی عبادہ وخسر ھنالک الکفرون رسول اللہ صلی اللہ
تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ان اللہ یقبل توبۃ العبد مالم یغرغر رواہ احمد والترمذی
وحسنہ وابن ماجۃ والحاکم وابن حبان والبیھقی فی الشعب کلھم عن سیدنا
عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما اب اگر وقت اول کہنا مانتے ہیں تو آیت قرآنیہ مع
اُن احادیث صحیحہ کے اِس حدیث صحیح مفروض سے متناقض ہوگی اور کسی نہ کسی حدیث صحیح کو
رد کیے بغیر چارہ نہ ملے گا اور اگر وقت دوم پر مانتے ہیں تو آیت و احادیث سب حق و صحیح
ٹھہرتے ہیں اور تناقض و تعارض بے تکلف دفع ہوا جاتا ہے کلمہ پڑھا اور ضرور پڑھا مگر
کب اُس وقت جب کہ وقت نہ رہا تھا لہٰذا حکم شرک و نار برقرار رہا قال اللہ تعالٰی
حتی اذا ادرکہ الغرق قال امنت انہ لا الہ الا الذی امنت بہ بنوا اسرائیل
وانا من المسلمین ۝ الئن وقد عصیت قبل وکنت من المفسدین ۝ صورت اولی
ظاہر البطلان لہٰذا شق اخیر ہی لازم الاذعان اور فی الواقع اگر یہ روایت مطابق واقع تھی
تو قطعاً یہی صورت واقع ہوئی اور وہ ضرور قرین قیاس بھی ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی
علیہ وسلم اُن کے قریب مرگ ہی جلوہ فرما ہوئے ہیں۔ اسی حالت میں کفار قریش سے وہ
محاورات ہوئے سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بار بار باصرار دعوت اسلام فرمائی
کفار نے ملت کفر پر قائم رہنے میں جان لڑائی آخر پچھلا جواب وہ دیا کہ ابو طالب ملت جاہلیت
پر جاتا ہے یہاں تک بات چیت کی طاقت تھی اب سینے پر دم آیا پردے اُٹھے غیب سامنے
آیا اُس نار نے جس پر عار کو اختیار کیا تھا اپنی مہیب صورت سے منہ دکھایا لیس الخبر
کالمعاینۃ اب کھلا کہ یہ بلا جھیلنے کی نہیں ڈوبتا سوار پکڑتا ہے اب لا الٰہ الا اللہ کی

قدر آئی کہنا چاہا طاقت نہ پائی، آہستہ لبوں کو جنبش ہوئی مگر بے سُود کہ وقت نکل چکا تھا انا للہ وانا الیہ راجعون ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی سچّے کہ کلمہ پڑھا اور قرآن وحدیث تو قطعاً سچے ہیں کہ حکم کفر بدستور رہا والعیاذ باللہ رب العٰلمین۔

سابعاً اس سے بھی درگزر لیجے یہ بھی مانا کہ حالت غرغرہ سے پہلے ہی پڑھا ہے پھر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ظاہر ہی کی گواہی دیں گے دل کے حال کا عالم خدا ہے کیا اگر کوئی شخص روزانہ لاکھ بار کلمہ پڑھے اور اللہ عزوجل اُسکا نہ بتائے تو ہم اُس کے کلمہ پڑھنے کو دیکھیں گے یا اپنے رب عزوجل کے ارشاد کو ایمان زبان سے کلمہ خوانی کا نام نہیں جب دلوں کا مالک اُس کے کفر پر حاکم تو قطعاً ثابت کہ اِس کے قلب میں اذعان و اسلام نہیں آخر نہ سُنا کہ جیتے جاگتے تندرستوں کے بڑی سے بڑی قسم کھا کر نشھد انک لرسول اللہ کہنے پر کیا ارشاد ہوا وَاللّٰہُ یَعْلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُہٗ وَاللّٰہُ یَشْھَدُ ان المنفقین لکٰذبون ٥ غرض لاکھ جتن کیجیے آیت برأت سے برأت ملے یہ شدنی نہیں رہے گی ہمان آتش درکاسہ کہ تبین لھم انھم اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ ٥ والعیاذ باللہ رب العلمین اللّٰھم ارحم الراحمین صل وسلم وبارک علی السید الامین الاتی من عندک بالحق المبین اللھم بقدرتک علینا وفاقتنا الیک ارحم عجزنا یا ارحم الراحمین اٰمین اٰمین اٰمین واحمد للہ رب العلمٰین لا الٰہ الا اللہ عدۃ للقاء اللہ محمد رسول اللہ ودیعۃ عند اللہ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد واٰلہ اجمعین والحمد للہ رب العٰلمین بحمد اللہ ازاحت شبہات ست بھی بروجہ احسن فراغ پایا وھناک شبہ اخری اوھن واھون لم نوردھا اذلم تعرض ولم تعرف فلا نطیل الکلام بایرادھا ولنطوھا علی غرھا لمیعادھا اب بقیہ سوال کا جواب لیجیے اور اس رسالہ میں جن ائمہ وعلماء وکتب ست یہ مسئلہ ثابت کیا آخر میں اُن کے اسماء شمار کر دیجیے نہ جسے رسالہ دیکھنے میں کاہلی آئے ان ناموں ہی کو دیکھ کر خلاف سے ہاتھ اٹھائے لہٰذا

تین فصل کا وصل اور مناسب کہ تلک عشرۃ کاملہ جلوہ دکھائے۔

فصل ہشتم

جب ابو طالب کا کفر ادلّہ کا لنہار سے آشکار تو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے کا کیونکر اختیار اگر اخبار ہے تو اللہ عزوجل پر افترا کفار کو رضائے الٰہی سے کیا بہرہ اور اگر دعا ہے کما ھو الظاھر تو دعا بالمحال حضرت ذی الجلال سے معاذ اللہ استہزاء ایسی دعا سے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہی فرمائی۔ کما فی الصحیحین وقد بیناہ فی رسالتنا ذیل المدعا لاحسن الوعا التی ذیلنا بھا رسالۃ احسن الوعاء لاٰداب الدعاء لخاتمۃ المحققین سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد علماء نے کافر کے لیے دعائے مغفرت پر سخت اشد حکم صادر فرمایا اور اُس کے حرام ہونے پر تو اجماع ہے پھر دعائے رضوان تو اس سے بھی ارفع واعلیٰ فان السید قد یعفو عن عبدہ وھو عنہ غیر راض کما ان العبد ربما یحب سیدہ وھو علی امرہ غیر ماض وحسبنا اللہ ونعم الوکیل امام محمد محمد محمد حلبی حلیہ میں فرماتے ہیں:

صرح الشیخ شھاب الدین القرافی المالکی بان الدعاء بالمغفرۃ للکافر کفر لطلبہ تکذیب اللہ تعالیٰ فیما اخبر بہ ولھذا قال المصنف وغیرہ ان کانا مؤمنین۔ یعنی امام شہاب قرافی مالکی نے تصریح فرمائی کہ کفار کے لیے دعائے مغفرت کرنا کفر ہے کہ اللہ عزوجل نے جو خبر دی اُس کا جھوٹا کرنا چاہتا ہے اس لیے منیہ وغیرہ کتب فقہ میں قید لگا دی کہ ماں باپ کے لیے دعائے مغفرت کرے بشرطیکہ وہ مسلمان ہوں۔ پھر ایک ورق کے بعد فرمایا کہ تقدم انہ کفر اوپر بیان ہو چکا ہے کہ یہ کفر ہے۔

ردالمحتار میں ہے: الدعاء بہ کفر لعدم جوازہ عقلا ولا شرعا ولتکذیبہ النصوص القطعیۃ بخلاف الدعاء للمومنین کما علمت فالحق ما فی الحلیۃ۔

درمختار میں ہے: الحق حرمۃ الدعاء بالمغفرۃ للکافر حق یہ ہے کہ کافر کی

دعائے مغفرت حرام ہے۔

اسی طرح بحر الرائق میں ہے۔

اقول وما نحا الیہ العلامۃ الشامی من عدم جواز عفو الکفر عقلا فانما تبع فیہ الامام النسفی صاحب عمدۃ الکلام و شرذمہ قلیلۃ من اھل السنۃ و الجمھور علی امتناعہ شرعا و جوازہ عقلا کما فی شرح المقاصد والسامرہ وغیرھما وبہ تقتضی الدلائل فھو الصحیح وعلیہ التعویل فاذن الحق ما ذھب الیہ البحر وتبعہ فی الدر وتمام الکلام فی ھذا المقام فیما علقناہ علی رد المحتار۔

ہاں ابولہب و ابلیس لعنہما اللہ کی مثل کہنا محض افراط اور خون انصاف کرنا ہے ابوطالب کی عمر خدمت وکفالت ونصرت وحمایت حضرت رسالت علیہ وعلی الہ الصلاۃ والتحیۃ میں کٹی اور یہ ملاعنہ در پردہ و علانیہ درپے ایذا و اضرار رہے کہاں وہ جس کا وظیفہ مدح وستائش ہو اور کہاں وہ شقی جس کا ورد ذم و نکوہش ہو ایک اگرچہ خود محروم اور اسلام سے مصروف مگر بتسخیر تقدیر نفع اسلام میں مصروف اور دوسرا مردود و متمرد و عدو و معاند ہمہ تن کسر بیضۂ اسلام میں مشغوف ع

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

آخر نہ دیکھا جو صحیح حدیث میں ارشاد ہوا کہ ابوطالب پر تمام کفار سے کم عذاب ہے اور یہ اشقیا اُن میں ہیں جن پر اشد العذاب ہے ابوطالب کے صرف پاؤں آگ میں ہیں اور یہ ملاعنہ اُن میں کہ لھم من فوقھم ظلل من النار ومن تحتھم ظلل اُن کے اوپر آگ کی تہیں ہیں اور ان کے نیچے آگ کی تہیں لَهُمْ مِنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ نیچے آگ کا بچھونا اور اوپر آگ کے لحاف سراپا آگ ہر طرف سے آگ والعیاذ باللہ رب العلمین بلکہ دونوں کا ثبوت کفر بھی ایک سا نہیں ابوطالب کے باب میں اگرچہ قول حق وصواب وہی کفر و عذاب اور اس کا خلاف شاذ و مردود و باطل و مطرود پھر بھی اس حد کا نہیں کہ معاذ اللہ خلاف پر تکفیر کا احتمال ہو اور ان اعداء اللہ کا کافر ابدی جہنمی ہونا تو ضروریات دین سے ہے جس کا منکر خود جہنمی کافر تو فریقین کا نہ کفر یکساں نہ ثبوت کفر یکساں نہ عمل یکساں نہ سزا یکساں ہرگز

فرق زمین و آسمان سپر مانلت کہاں نسأل اللہ سلوك سوی الصراط و نعوذ باللہ من التفریط والافراط۔

فصل نہم

اُن ائمۂ دین وعلمائے معتمدین کے ذکر اسمائے طیبہ میں جنھوں نے کفر ابی طالب کی تصریح وتصحیح فرمائی اور اُن کے ارشادات کی نقل اس رسالہ میں گزری فمن الصحابۃ

۱۔ امیرالمومنین صدیق اکبر ۲۔ امیرالمومنین فاروق اعظم

۳۔ امیرالمومنین علی مرتضیٰ ۴۔ حبرالامۃ سیدنا عبداللہ بن عباس

۵۔ حافظ الصحابۃ سیدنا ابو ہریرہ ۶۔ صحابی ابن الصحابی سیدنا مسیّب بن حزن قریشی مخزومی

۷۔ حضرت سیدنا عباس عمِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۸۔ سیدنا ابوسعید خدری ۹۔ سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری

۱۰۔ سیدنا عبداللہ بن عمر فاروق

۱۱۔ سیدنا انس بن مالک خادم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۱۲۔ حضرت سیدتنا ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

پہلے چھ حضرات سے تو خود اُن کے اقوال گزرے اور انس، و ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تقریر اور باقی چار خود حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد بیان فرماتے ہیں اور ظاہر کہ یہاں اپنے کہنے سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد بتانا اور بھی ابلغ ہے **ومن التابعین** (۱۳) آدم آل عبا زین العابدین علی بن حسین بن علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وکرم وجوہہم (۱۴) امام عطاء بن ابی رباح اُستاذ سیدنا الامام الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما (۱۵) امام محمد بن کعب قرظی کہ اجلۂ ائمہ محدثین ومفسرین تابعین سے ہیں (۱۶) سعید بن محمد ابوالسفر تابعی ابن التابعی ابن الصحابی نبیرہ سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۷) امام الائمہ سراج الامہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ **ومن تبع تابعین** (۱۸) عالم المدینۃ امام دار الہجرۃ سیدنا

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۹) محرر المذہب مرجع الدنیا فی الفقہ والعلم سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۲۰) امام تفسیر مقاتل بلخی (۲۱) سلطان اسلام خلیفۃ المسلمین جن کے آنے کی سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بشارت دی تھی کہ منا السفاح ومنا المنصور ومنا المھدی ہمیں میں سے ہوگا سفاح اور ہمیں میں منصور اور ہمیں میں مہدی رواہ الخطیب وابن عساکر وغیرھما بطریق سعید بن جبیر عنہ قال السیوطی قال الذھبی اسنادہ صالح بلکہ دو حدیثوں میں یہی الفاظ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آئے رواہ کذلک الخطیب من طریق الضحاک عن ابن عباس و ابن عساکر فی ضمن حدیث عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم رفعاہ الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعنی امام ابوجعفر منصور زبیر زادہ ابن عم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ومن اتباع التبع ومن یلیھم (۲۲) امام الدنیا فی الحفظ والحدیث ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری (۲۳) امام اجل ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (۲۴) امام ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی (۲۵) امام ابو عبداللہ بن یزید ابن ماجہ قزوینی یہ چاروں ائمہ اصحاب صحاح مشہورہ ہیں اور یہی طبقہ اخیرہ عبداللہ بن المعتز کا ہے۔ وممن بعدھم من المفسرین (۲۶) امام محی السنہ ابو محمد حسین بن مسعود فراء بغوی (۲۷) امام ابو اسحٰق زجاج ابراہیم بن السری (۲۸) جاراللہ محمود بن عمر خوارزمی زمخشری (۲۹) ابو الحسن علی بن احمد واحدی نیشاپوری صاحب بسیط ووسیط ووجیز (۳۰) امام اجل محمد بن عمر فخرالدین رازی (۳۱) قاضی القضاۃ شہاب الدین بن خلیل خوبی دمشقی مکمل الکبیر (۳۲) علامہ قطب الدین محمد بن مسعود بن محمود بن ابی الفتح سیرافی شفار صاحب تقریب (۳۳) امام ناصر الدین ابو سعید عبداللہ بن عمر بیضاوی (۳۴) امام علامۃ الوجود مفتی ممالک رومیہ ابو السعود بن محمد عمادی (۳۵) علامہ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی صوفی صاحب تفسیر لباب شہیر بہ خازن (۳۶) امام جلال الدین محمد بن احمد محلی (۳۷) علامہ سلیمان جمل وغیرہم من یاتی۔ ومن المحدثین والشارحین (۳۸) امام اجل احمد بن حسین بیہقی (۳۹) حافظ الشام ابو القاسم علی بن حسین بن ھبۃ اللہ دمشقی شہیر بابن عساکر (۴۰) امام

ابوالحسن علی بن خلف معروف بابن بطال مغربی شارح صحیح بخاری (۴۱) امام ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن احمد سہیلی (۴۲) امام حافظ الحدیث علامۃ الفقہ ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی (۴۳) امام ابوالعباس احمد بن عمر بن ابراہیم قرطبی شارح صحیح مسلم (۴۴) امام ابوالسعادات مبارک بن محمد ابی الکرم معروف بابن اثیر جزری صاحب نہایہ وجامع الاصول (۴۵) امام جلیل محب الدین احمد بن عبداللہ الطبری (۴۶) امام شرف الدین حسن بن محمد طیبی شارح مشکوٰۃ (۴۷) امام شمس الدین محمد بن یوسف بن علی کرمانی شارح صحیح بخاری (۴۸) علامہ مجدالدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی صاحب القاموس (۴۹) امام حافظ الشان ابوالفضل شہاب الدین احمد بن حجر عسقلانی (۵۰) امام جلیل بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی (۵۱) امام شہاب الدین ابوالعباس احمد بن ادریس قرافی صاحب تنقیح الاصول (۵۲) امام خاتم الحفاظ جلال الملۃ والدین ابوالفضل عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی (۵۳) امام شہاب الدین ابوالعباس احمد بن خطیب قسطلانی شارح صحیح بخاری (۵۴) علامہ عبدالرحمٰن بن علی شیبانی تلمیذ امام شمس الدین سخاوی (۵۵) علامہ قاضی حسین بن محمد بن حسین دیار بکری مکی (۵۶) مولانا الفاضل علی بن سلطان محمد قاری ہروی مکی (۵۷) علامہ زین العابدین عبدالرؤف محمد شمس الدین مناوی (۵۸) امام شہاب الدین احمد بن حجر مکی (۵۹) شیخ تقی الدین احمد بن علی مقریزی اخباری (۶۰) سید جمال الدین عطاء اللہ بن فضل اللہ شیرازی صاحب روضۃ الاحباب (۶۱) امام عارف باللہ سیدی علاء الملۃ والدین علی بن حسام الدین متقی مکی (۶۲) علامہ شہاب الدین احمد خفاجی شارح شفا (۶۳) علامہ علی بن احمد بن محمد بن ابراہیم عزیزی (۶۴) علامہ محمد حفنی محشے افضل القریٰ (۶۵) علامہ طاہر فتنی مختصر نہایہ (۶۶) شیخ محقق مولانا عبدالحق بن سیف الدین بخاری دہلوی (۶۷) علامہ محمد بن عبدالباقی بن یوسف زرقانی مصری (۶۸) فاضل محمد بن علی صبان مصری صاحب اسعاف الراغبین وغیرہم من مضی و یجیٔ ومن الفقہاء والاصولیین (۶۹) امام اجل شیخ الاسلام والمسلمین علی بن ابی بکر برہان الدین فرغانی صاحب ہدایہ (۷۰) امام ابوالبرکات عبداللہ بن احمد حافظ الدین نسفی صاحب کنز (۷۱) امام محقق علی الاطلاق کمال الدین محمد بن الہمام (۷۲) امام جلال الدین کرلانی صاحب کفایہ

(۳) امام محقق محمد بن محمد بن محمد ابن امیر الحاج حلبی (۴) امام ابراہیم بن موسیٰ طرابلسی مصری صاحب مواہب الرحمن (۵) علامہ ابراہیم بن محمد حلبی شارح منیہ (۶) علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی (۷) علامہ محقق زین بن نجیم مصری صاحب بحر (۸) ملک العلماء بحر العلوم عبد العلی محمد لکھنوی (۹) علامہ سید احمد مصری طحطاوی (۱۰) علامہ سید محمد افندی ابن عابدین شامی وغیرھم ممن تقدم رحم اللہ تعالیٰ علماءنا جمیعا من تاخر منھم و من تقدم آمین۔

فصل دہم

اُن کتابوں کے نام جن کی نقول دربارہ ابو طالب اس رسالہ میں مذکور ہوئیں:

کُتبِ تفسیر

۱۔ معالم التنزیل امام بغوی (۲) مدارک التنزیل امام نسفی (۳) انوار التنزیل امام بیضاوی (۴) ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتاب الکریم للمفتی العلامۃ العمادی (۵) کشاف حقائق التنزیل للزمخشری (۶) مفاتیح الغیب للامام الرازی (۷) تکملۃ المفاتیح للشمس الخوبی (۸) جلالین (۹) فتوحات الٰہیہ للشیخ سلیمٰن (۱۰) عنایۃ القاضی وکفایۃ الراضی للعلامۃ الشہاب (۱۱) معانی القرآن للزجاج (۱۲) فتوح الغیب للطیبی (۱۳) تقریب مختصر الکشاف للسیرافی (۱۴) بسیط للواحدی (۱۵) لباب التاویل فی معانی التنزیل للعلامۃ الخازن (۱۶) الاحکام لبیان ما فی القرآن من الابہام للعسقلانی۔

کتبِ حدیث

(۱۷) صحیح بخاری (۱۸) صحیح مسلم (۱۹) سنن ابی داؤد (۲۰) جامع ترمذی (۲۱) مجتبیٰ نسائی (۲۲) سنن ابن ماجہ (۲۳) مؤطا امام مالک (۲۴) مؤطا امام محمد (۲۵) مسند امام شافعی (۲۶) مسند امام احمد (۲۷) شرح معانی الآثار (۲۸) مشکوۃ المصابیح (۲۹)

تیسیر الوصول الی جامع الاصول (۲۰) جامع صغیر (۳۱) منتخب العمال للامام المتقی (۳۲) کنز العمال لہ (۳۳) منتخب کنز العمال لہ (۳۴) مصنف عبد الرزاق (۳۵) مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ (۳۶) مسند ابی داؤد طیالسی (۳۷) مسند اسحٰق بن راہویہ (۳۸) طبقات ابن سعد (۳۹) کتاب موسٰی بن طارق ابوقرہ (۴۰) زیادات مغازی ابن اسحٰق لیونس بن بکیر (۴۱) صحیح ابن خزیمہ (۴۲) منتقی ابن زرود (۴۳) مسند بزار (۴۴) مسند ابی یعلی (۴۵) معجم کبیر طبرانی (۴۶) معجم اوسط لہ (۴۷) فوائد تمام رازی (۴۸) کامل ابن عدی (۴۹) کتاب الجنائز مروزی (۵۰) کتاب مکہ لعمر بن شبہ (۵۱) کتاب ابی بشر (۵۲) فوائد سمویہ (۵۳) مستخرج اسماعیلی (۵۴) مستدرک حاکم (۵۵) حلیۃ الاولیاء لابی نعیم (۵۶) سنن بیہقی (۵۷) دلائل النبوۃ (۵۸) سنن سعید بن منصور (۵۹) مسند فریابی (۶۰) مسند عبد بن حمید (۶۱) تفسیر ابن جریر (۶۲) تفسیر ابن المنذر (۶۳) تفسیر ابن ابی حاتم (۶۴) تفسیر ابو الشیخ (۶۵) تفسیر ابن مردویہ (۶۶) مغازی ابن اسحاق علی ما قررنا وحررنا۔

شروح حدیث

(۶۷) منہاج شرح مسلم للنووی (۶۸) عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری للعینی (۶۹) ارشاد الساری شرح صحیح بخاری للقسطلانی (۷۰) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ للقاری (۷۱) تیسیر شرح جامع صغیر للمناوی (۷۲) سراج المنیر شرح جامع صغیر للعزیزی (۷۳) فتح الباری شرح صحیح بخاری للعسقلانی (۷۴) کواکب الدراری شرح صحیح بخاری للکرمانی (۷۵) مفہم شرح صحیح مسلم للقرطبی۔

کتب فقہ

(۷۶) ہدایہ (۷۷) کافی شرح الوافی کلاہما للامام النسفی (۷۸) فتح القدیر للمحقق (۷۹) کفایہ شرح ہدایہ (۸۰) حلیہ شرح منیہ للامام الحلبی (۸۱) غنیہ شرح منیہ للمحقق الحلبی (۸۲) بحر الرائق شرح کنز الدقائق (۸۳) طحطاوی علی مراقی الفلاح للشرنبلالی (۸۴) رد المحتار علی الدر المختار

(۸۵) بنایہ شرح ہدایہ للعینی (۸۶) برہان شرح مواہب الرحمن کلاہما للطرابلسی۔

کتب سیر

(۸۷) مواہب لدنیہ و منح محمدیہ (۸۸) شرح مواہب للزرقانی (۸۹) صراط المستقیم للمجدد (۹۰) شرح صراط المستقیم للشیخ (۹۱) مدارج النبوۃ لہ (۹۲) خمیس للدیار بکری (۹۳) اسعاف الراغبین للصبان (۹۴) روضۃ الاحباب (۹۵) تاریخ ابن عساکر (۹۶) روض سہیلی (۹۷) امتاع الاسماع للمقریزی

کتب عقائد و اصول و علوم شتی

(۹۸) فقہ اکبر للامام الاعظم (۹۹) شرح المقاصد للعلامۃ التفتازانی (۱۰۰) اصابہ فی تمییز الصحابہ للامام ابن حجر (۱۰۱) مسالک الحنفا فی والدی المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم للامام السیوطی (۱۰۲) افضل القریٰ لقراء ام القریٰ للامام ابن حجر (۱۰۳) شرح الشفا لعلی القاری (۱۰۴) نسیم الریاض للخفاجی (۱۰۵) حفنی شرح الہمزیہ (۱۰۶) مجمع البحار للفتنی (۱۰۷) فواتح الرحموت لبحر العلوم (۱۰۸) التقریر والتحبیر فی الاصول للعلامۃ ابن امیر الحاج (۱۰۹) نہایہ فی غریب الحدیث لابن اثیر (۱۱۰) شرح تنقیح الفصول فی الاصول کلاہما للقرافی (۱۱۱) ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ للحافظ المحب الطبری۔

تذییل

وہ کتابیں جن سے اس رسالہ میں مدد لی گئی :

(۱۱۲) شرح عقائد نسفی (۱۱۳) شرح عقائد عضدی (۱۱۴) سیرت ابن ہشام (۱۱۵) اتقان فی علوم القرآن (۱۱۶) میزان الاعتدال (۱۱۷) تقریب التہذیب (۱۱۸) تقریب امام نووی (۱۱۹) تدریب امام سیوطی (۱۲۰) مسلم الثبوت (۱۲۱) درمختار (۱۲۲) تاریخ الخلفاء (۱۲۳) تحفہ اثنا عشریہ (۱۲۴) صحیح ابن حبان (۱۲۵) القاب شیرازی (۱۲۶) استیعاب

ابوطلہ (۱۲۷) معرفۃ الصحابہ لابی نعیم (۱۲۸) مسند الفردوس دیلمی (۱۲۹) خادم الامام بدرالدین الزرکشی (۱۳۰) شعب الایمان للامام البیہقی

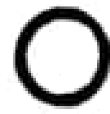
ختم اللہ تعالیٰ لنا بالایمان والامان آمین آمین الحمدللہ علی الاختتام ونسألہ حسن الختام۔ پہلے یہ سوال بدایوں سے آیا تھا جواب میں ایک موجز رسالہ چند ورق کا لکھا اور اُس کا نام معتبر الطالب فی شیون ابی طالبؓ رکھا اب کہ دوبارہ احمد آباد سے سوال آیا اور بعض علمائے بمبئی نے بھی اس بارہ میں توجہ خاص کا تقاضا فرمایا حسب حالت راہنہ و فرصت حاضرہ شرح و بسط کافی کو کام میں لایا اور اُسے اُس اجمال اول کی شرح بنایا نیز شرح مطالب و تسکین طالب میں بحمداللہ تعالیٰ حافل و کامل پایا لہٰذا شرح المطالب فی مبحث ابی طالبؓ ۱۳۱۶ھ اس کا نام رکھا اور یہی اس کی تاریخ آغاز و انجام والحمدللہ ولی الانعام وافضل الصلاۃ واکمل السلام علیٰ سیدنا محمد ھادی الانام وعلیٰ آلہ وصحبہ الغر الکرام وعلینا بہم ولہم الیٰ یوم القیام آمین یا ذاالجلال والاکرام واللہ سبحٰنہ و تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ
بمحمد المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادری
عبدالمصطفیٰ احمد رضا خاں

تصدیقات

یوں تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کا رسالہ مبارکہ شرح المطالب بھی ان کی دیگر تصانیف کی طرح اپنے موضوع پر حرفِ تحقیق کا حامل اور حرفِ آخر ہے لیکن بعض حضرات کے مخصوص اندازِ فکر کے باعث ہم نے مناسب جانا کہ موجودہ بعض علمائے اہلسنّت کی گرامی قدر آراء اور تصدیقات حاصل کر کے اس رسالے کے ساتھ شامل کر دیں۔ چنانچہ مفتیانِ عظام کی خدمت میں جو استفتاء پیش کیا گیا، پہلے ہم اسے نقل کرتے ہیں اور اس کے بعد علمائے کرام کے جوابات ملاحظہ فرمائے جا سکتے ہیں وباللہ التوفیق۔



۶۸۹
۹۲

استفتاء

حضرات علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین کی خدمت میں التماس ہے کہ اعلیٰ حضرت، مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ نے اپنے رسالہ مبارکہ "شرح المطالب فی مبحث ابی طالب" میں تین آیات، پندرہ احادیث اور اسّی صحابۂ کرام وتابعین عظام وعلمائے اعلام کے ایک سو پچاس اقوال سے اس امر کی تحقیق فرمائی ہے، کہ نبی آخر الزمان سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کے شفیق چچا یعنی ابو طالب کا آخری وقت تک دولتِ اسلام وایمان سے بہرہ ور ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ اس حقیقت کے پیشِ نظر دریافت طلب یہ امور ہیں کہ:۔

۱ —— کیا آپ مجدد مائۃ حاضرہ قدس سرہٗ کے مذکورہ مؤقف سے متفق ہیں؟

۲ —— اگر خدانخواستہ آپ مذکورہ مؤقف سے متفق نہیں تو فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے پیش کردہ دلائل وبراہین کا آپ کے پاس جواب کیا ہے؟

۳ —— اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے اختلاف کی صورت میں آپ کے مؤقف کی بنیاد کونسی قطعی الدلالت آیت یا کونسی یقینی الافادہ حدیث پر ہے بینوا توجروا۔

المستفتی :۔ اختر شاہجہان پوری مظہری عفی عنہ
لاهور

۱۵؍ ذی الحجہ ۱۳۹۵ھ
۱۹؍ دسمبر ۱۹۷۵ء

(۱)

اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ مبارکہ مسمیٰ "شرح المطالب فی مبحث ابی طالب" دلائل و براہین سے مملو ہے۔ جو کچھ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تحقیق فرمائی ہے، وہی حق ہے۔

فقیر قادری ابوالبرکات سید احمد غفرلہٗ
مفتی دارالعلوم حزب الاحناف۔ لاہور

(۲)

الجواب وباللہ التوفیق۔ ہمارا مسلک اعلیٰ حضرت کا اتباع ہے اور احادیث صحیحہ جن کو میں پڑھاتا ہوں، ان میں بکثرت عدم ایمان ابوطالب مذکور ہے اور ان کے ایمان لانے پر کوئی حدیث صحیح دال نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الفقیر عبدالمصطفیٰ الازہری غفرلہٗ
کراچی

(۳)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فقیر نے رسالہ مبارکہ شرح المطالب اوّل تا آخر تقریباً بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے اس رسالہ میں اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، امام اہلسنت، مولانا الشیخ الشاہ احمد رضا خاں قدس سرہٗ نے آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ، ارشادات صحابہ و تابعین و تبع التابعین اور اقوال ائمہ و علمائے دین سے مہر نیم روز اور ماہِ نیم ماہ کی طرح مبین و مبرہن کر دیا ہے کہ ابوطالب کی حضور پرنور، رحمت مجسم، سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انتہائی شفقت اور حضور کی کفالت اور نصرت و اعانت امر مسلم ہے۔ مگر بایں ہمہ انہیں ایمان شرعی کی توفیق نہیں ہوئی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انتہائی تمنا اور آرزو کے باوجود انہوں نے آخری دم حالتِ نزاع میں بھی کلمہ طیبہ پڑھنے سے انکار کر کے نار کو عار پر اختیار کیا۔ یہی قول بلا شک و شبہ حق و صواب ہے اور اس کا خلاف شاذ و مردود

اور باطل و مطرود ہے۔

امام اہلسنت نے ایمان ابی طالب کے مدعیوں کے تمام مفروضہ اور مخترعہ عقلی و نقلی دلائل کا ایسا قلع قمع فرما دیا ہے کہ اب منصف مزاج کے لیے تسلیم واعتراف کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ اعلیٰ حضرت نے دلائل و براہین کی روشنی میں اس امر کو بھی واضح کر دیا ہے کہ اگرچہ ابوطالب کا ایمان کسی قطعی یقینی دلیل سے ثابت نہیں ہے تاہم ابوطالب اور ابولہب کے کفر میں فرق ہے۔ ابولہب اور اس کے امثال اشقیاء کے لیے اشد العذاب ہے اور ابوطالب کے صرف پاؤں آگ میں ہیں۔ ابولہب کا کافر اور جہنمی ہونا ضروریاتِ دین سے ہے مگر ابوطالب اس حد کا نہیں کہ معاذ اللہ خلاف پر تکفیر کا احتمال ہو۔

اعلیٰ حضرت کی ان تحقیقاتِ عالیہ کے بعد اب کسی صحیح العقیدہ سُنّی بالخصوص رضوی کے لیے جدید تحقیق کا دعویٰ سراسر باطل ہے۔ یہ تحقیق نہیں بلکہ تخریب ہے، جس سے جماعت میں انتشار پھیلنے کا خطرہ ہے۔ نہایت ہی قابلِ افسوس تو یہ ہے کہ جو لوگ عربی عبارت صحیح طور پر لکھنے اور پڑھنے کی صلاحیت نہیں رکھتے، صحیح ترجمہ نہیں کر سکتے اور ایمانِ ابی طالب (کتاب) میں جو عبارات اِدھر اُدھر سے سرقہ کر کے نقل فرمائی ہیں، ان کے اعراب تک درست نہیں کر سکے اور دعویٰ محققِ اعظم ہونے کا کر رہے ہیں، فقیر ان محققین کی خدمت میں عرض گزار ہے کہ دنیا روزے چند، عاقبت کا ربا خداوند، محض سستی شہرت حاصل کرنے یا حطامِ دنیوی جمع کرنے کے لیے ایسے نازک اور اہم دینی مسائل پر قلم اٹھانے کی جرأت نہ کریں اور اگر تصنیف و تالیف کا شوق ہی ہے تو کم از کم کسی ذمہ دار مستندِ عالمِ دین کی طرف مراجعت کر لیا کریں۔ اگر خود استطاعت نہیں تو کسی عربی درس گاہ کے طالب علم سے عباراتِ منقولہ تو صحیح کروا لیا کریں، تاکہ اہلِ علم کی نظر میں تضحیک کا نشانہ تو نہ بننا پڑے۔

دیانت داری سے مسائل غیر منصوصہ میں اختلاف رائے کی گنجائش ہوتی ہے مگر اپنے گریبان میں جھانک کر یہ بھی غور فرمائیں کہ آپ کون ہیں اختلاف کرنے والے

اور آپ کی علمی حیثیت کیا ہے اور کس سے اختلاف کر رہے ہیں؟ جناب والا! کتاب وسنت کی تصریحات اور اجماع اہلسنت کے بعد اب چودھویں صدی کسی برخوردار یا مست کا قول کیا وقعت رکھتا ہے؟ اعلیٰ حضرت کے اس رسالہ مبارکہ کے پڑھنے کے بعد آپ کو اپنے موقف سے فوراً رجوع کرنا چاہیئے اور کفر ابی طالب کے قائلین پر آپ نے جو تبرا کیا ہے، اس سے بصدقِ قلب توبہ اور استغفار کرنی چاہیئے، یہ چند کلمات بطور نصیحت اور خیر خواہی سپردِ قلم کیے گئے ہیں اور ہدایت اللہ کے ہاتھ میں ہے یہدی من یشاء الی صراط مستقیم وصلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین الی یوم الدین

حررہ الفقیر ابو الفضل غلام علی غفرلہ والوالدیہ والمشائخہ

ناظم اعلیٰ وخادم العلم الشریف۔ جامعہ حنفیہ دار العلوم، اشرف المدارس۔

اوکاڑہ۔ پاکستان

(۴)

۷۸۶
۹۲

الجواب۔ بفضلہ تعالیٰ فقیر مجدد مأتہ حاضرہ، اعلیٰ حضرت، فاضلِ بریلوی کی تحقیقِ انیق سے پوری طرح متفق ہے۔ اُن کے آیات واحادیث اور اقوالِ صحابہ وتابعین واکابر علمائے امت پر مبنی موقف سے نہ کوئی اختلاف کر سکتا ہے۔ نہ ان دلائل قاہرہ کا کوئی توڑ پیش کر سکتا ہے۔ اتنے دلائل اور ایسے عظیم شواہد کے مقابلے میں بعض اقوال کا سہارا لینا شانِ علم وتحقیق کے سراسر منافی ہے اور مصنفِ ایمانِ ابی طالب کی بیجا کوشش جماعتی تفرقہ کا موجب، علم وتحقیق کا منہ چڑانے اور چھوٹا منہ بڑی بات کہنے کا مصداق ہے۔ ع

چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

علاوہ ازیں اعلیٰ حضرت کی واضح تحقیقات کی موجودگی میں اس شخص کا جگہ جگہ المعتمر علیہ الرحمہ کے اسم گرامی کے ناجائز استعمال سے غلط تاثر دینا شرمناک ستم ظریفی ہے

بہرحال فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیقات حرفِ آخر ہیں اور یہ بات بلا خوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ اعلیٰ حضرت کی تحقیقِ انیق کے مقابلے میں جن حضرات کے بعض اقوال کا سہارا لیا جاتا ہے اگر وہ حضرات اپنی آنکھوں سے اعلیٰ حضرت کی تحقیقاتِ غلیبہ و تصریحاتِ جلیلہ ملاحظہ فرماتے تو یقیناً اپنے اقوال سے رجوع کا اعلان کرتے۔ کیوں نہ ہو۔ ؎

ملکِ سخن کی شاہی، تم کو رضا مسلم
جس سمت آ گئے ہو، سکّے بٹھا دیے ہیں

الفقیر ابو داؤد محمد صادق غفرلہٗ
امیر جماعت رضائے مصطفیٰ۔ گوجرانوالہ

⑤

الجواب۔ فقیر کو اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، سیدنا شاہ احمد رضا قدس سرہٗ کی تحریر پر اعتماد ہے۔ آپ نے جو کچھ مسئلہ ہٰذا کے متعلق لکھا ہے، صحیح اور حق ہے۔ فقط

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی غفرلہٗ

۲۷ ر ذی الحجہ ۱۳۹۵ھ　　　　بہاول پور

⑥

الجواب۔ اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت نے اپنے مبارک رسالہ میں جو تحقیق فرمائی کہ ابو طالب آخری دم تک دولتِ ایمان سے بہرہ ور نہیں ہوا تھا۔ ہمارا بھی اس پر اتفاق ہے۔ مزید برآں کہ تفسیر صاوی میں ہے :-

ثم مات فاق علی ابنہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال عمك الضال قدمات فقال لہ اذھب فوارہ وماتقدم منہ انہ لم یؤمن حتی مات ھو الصحیح

کشف المحجوب میں ہے : مستدل از ابو طالب عاقل تر جا شد و دلیل از محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بزرگ تر نہ چوں جریان حکم ابو طالب بر شقاوت بود دلالت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اُو را سود نداشت۔

افضل الفوائد میں ہے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ابوطالب نے جو کچھ ممکن تھا کیا لیکن چونکہ اس کی قسمت میں اسلام نہ تھا، اس لیے اس نعمت سے محروم رہا۔ بعدازاں فرمایا کہ ابتدا میں جناب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہتیری کوشش کی کہ ابوطالب ایمان لائیں لیکن چونکہ اللہ تعالےٰ کی مرضی نہ تھی، وہ کوشش بے فائدہ رہ گئی۔ واللہ تعالےٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

محمد مختار احمد غفرلہٗ

خادم دارالعلوم قادریہ رضویہ۔ لائل پور

۳۰ر ذی الحجہ ۱۳۹۵ھ

(۷)

الجواب صحیح واللہ اعلم بالصواب

محمد ولی النبی عفی عنہ

(۸)

الجواب۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہٖ واصحابہ اجمعین۔ امابعد اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت شیخ الاسلام والمسلمین، سیدی امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ کی مسئلہ مذکورہ کے متعلق تحقیق کے ساتھ فقیر کو پورا اتفاق ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم

فقیر ابوسعید محمد امین غفرلہٗ

مدرسہ امینیہ رضویہ۔ محمد پورہ۔ لائل پور

(۹)

الجواب۔ حامداً ومصلیاً ومسلماً۔ امابعد۔ جس مسئلہ کو اس صدی کے مجدد برحق سیدنا اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی علیہ الرحمہ نے تین آیات قرآنیہ، پندرہ احادیث نبویہ (صلی اللہ علی صاحبہا) اور اسی صحابہ کرام و تابعین عظام وعلمائے اعلام (علیہم الرضوان) کے ارشاداتِ عالیہ کی روشنی میں محقق ومدلل ومبرہن فرمایا ہو۔ اس کے حق وصواب ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے؟

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

الفقیر محمد احسان الحق قادری رضوی غفرلہٗ

ہجویری مسجد۔ جناح کالونی۔ لائل پور

(۱۰)

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی تحقیق اور ان کا مسلک درست ہے

محمد حسین نعیمی

جامعہ نعیمیہ۔ لاہور

(۱۱)

الجواب ھو الموفق للصواب۔ ابوطالب کے بارے میں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ العزیز کا مسلک صحیح ہے اور یہی جمہور اہلسنت کا موقف ہے، اور یہی ہمارا مختار ہے۔

غلام رسول سعیدی غفرلہٗ

جامعہ نعیمیہ۔ لاہور

(۱۲)

مجھے فاضل بریلوی قدس سرہٗ سے کلی اتفاق ہے

۱۔ محمد مہر الدین غفرلہٗ

۲۔ عبد القیوم ہزاروی غفرلہٗ

خادم جامعہ نظامیہ رضویہ۔ لاہور

۳۔ محمد عبد الحکیم شرف قادری

(۱۳)

ما قال امام اھل السنة والجماعة العلامة الشاہ احمد رضا خان البریلوی فھو حق واجب الاتباع فمن خالفہ خالف اھل السنة والجماعة۔

گل احمد عتیقی ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۹۵ھ

(۱۴)

فقیر کو حضور سیدنا امام اہلسنت، اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت علیہ رحمۃ واسعۃ کی تحقیق شریف سے اتفاق ہے۔

فقیر محمد عنایت اللہ سگِ غوثِ اعظم
(سانگلہ ہل)

(۱۵)

الجواب۔ ھوالموفق للصواب۔ سوال مذکور میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی تحقیقِ ایمانِ ابوطالب کے بارے میں سوال کیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کسی شخص کی تحقیق نہیں بلکہ موجودہ تمام محققین اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے خوشہ چین ہیں اور جن لوگوں نے ان کی تصنیفات کا مطالعہ فرمایا۔ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ جس مسئلے پر قلم اٹھاتے ہیں۔ اسے تشنۂ تکمیل نہیں چھوڑتے اور یہ مسئلہ تو جمہور محققین نے واضح طور پر بیان فرمایا ہے۔

نہ جانے بعض لوگوں نے اس مسئلہ میں کیوں مخالفت شروع کر دی ہے۔ اگر مخالفین یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ہمیں خاندانِ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والثناء سے زیادہ محبت ہے تو یہ بھی غلط ہے کیونکہ اعلیٰ حضرت کی خاندانِ نبوت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے محبت عرب و عجم میں ضرب المثل بن چکی ہے۔ اعلیٰ حضرت کا ایک ایک شعر حضور علیہ السلام اور آپ کے صحابہ واہل بیت و خدام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی محبت سے لبریز ہے۔ اس لیے سوائے اختلاف برائے اختلاف یا ضد کے اختلاف کا کوئی جواز ثابت نہیں ہوتا۔ اس لیے بندہ کا مسلک اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے مسلک کے عین مطابق ہے اور اسی کو بندہ حق سمجھتا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

فقیر ابوالبدر محمد شمس الزمان غفرلہٗ
خادم غوث العلوم۔ سمن آباد۔ لاہور

۲۶ر صفر المظفر ۱۳۹۶ھ
۲۷ر فروری ۱۹۷۶ء

(۱۶)

الجواب هو الموفق للصواب۔ فقیر کو ویسے تو اعلیٰحضرت عظیم البرکت کے ساتھ عقیدت ہے کہ بلا تامّل تصدیق کی جائے لیکن آپ کا رسالہ بھی سُن لیا، لہٰذا آپ کے پیش کردہ ارشادات کو تہ دل سے یقین کرتے ہوئے کلیۃً آپ کے ساتھ اس مسئلہ میں اتفاق ہے۔

سید جلال الدین شاہ
شیخ الحدیث جامعہ بھکی شریف۔ ضلع گجرات

(۱۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

ایمانِ ابو طالب کے متعلق اعلیٰحضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے اپنے موقف کو مدلل بیان فرما دیا ہے۔ اُن کی تحقیق میری تصدیق کی محتاج نہیں ہے۔ البتہ یہ واضح ہے کہ یہ مسئلہ نہ ضروریاتِ دین سے ہے نہ ضروریاتِ مذہب اہلسنت سے اور نہ اُن کا کفر ابولہب وغیرہ کفار کی طرح ہے بلکہ دلائل بھی یکساں نہیں ہیں، خود اعلیٰحضرت علیہ الرحمہ نے تصریح فرمائی ہے کہ: "اگرچہ قولِ حق وصواب وہی کفر و عذاب" الخ۔ بنا بریں فریقین پر طعن وتشنیع بہت غیر مناسب اور قائلینِ تکفیر پر تبرا ظلمِ عظیم، خصوصاً اعلیٰحضرت علیہ الرحمہ کی تحقیق پر عامیانہ انداز میں تنقید تو کسی طرح بھی درست نہیں ...... واللہ اعلم

سید محمود احمد رضوی مدیر رضوان
۱۳۔جولائی ۱۹۷۶ء
